جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اُسے جاری کرنے اور اس پر عمل کرنیوالوں کے برابر ثواب ملیگا۔
(الحدیث)

مرجبات

طاہر

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شرفِ اشاعت

ادارہ اشاعتُ العلوم لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کرنے اور اس پر عمل کرنیوالوں کے برابر ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہو گی

مُرَوَّجَہ حَسَنَات

گجراتی وہابی عنایت اللہ نجدی کی کتاب شجرہ بدعات کا ردِّ بلیغ

از قلم

امام المناظرین حضرت مولانا علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ وسن پورہ لاہور

Marfat.com

نام کتاب ——— مُروّجہ حَسنات
مصنّف ——— امام المناظرین حضرت علامہ صُوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کتابت ——— ذاکر حسین باجوہ
اشاعت ——— چہارم
تعداد ——— اوّل تا سوم تین ہزار (۳۰۰۰)
چہارم دو ہزار (۲۰۰۰)
مطبع ——— محمود ریاض پرنٹرز لاہور
ناشر ——— ادارہ اشاعت العلوم لاہور
ہدیہ ——— ایصالِ ثواب بحق امام المناظرین حضرت علامہ صُوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور
دعائے خیر بحق معاونین اِدارہ

نوٹ

یہ کتاب مبلغ تین ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

اِدارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ دھن پورہ لاہور۔

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	حدیث مبارک نمبر۱	۲
۲	عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف	۲
۳	نجد کے متعلق فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۳
۴	کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں	۳
۵	تائید مزید	۳
۶	حدیث مبارک نمبر۲	۴
۷	دشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی	۴
۸	حدیث مبارک نمبر۳	۴
۹	ابنِ عبدالوہاب علامہ شامی کی نظر میں	۵
۱۰	ابنِ عبدالوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے۔	۵
۱۱	مختصر تعارف کتاب حیاتِ طیبہ اور اسمٰعیل دہلوی	۶
۱۲	نجدی۔ دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟	۶
۱۳	عنایت اللہ گجراتی وہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے	۷
۱۴	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر۱	۷
۱۵	لفظِ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸
۱۶	لفظِ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸
۱۷	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر۲	۹
۱۸	وہابی خارجی ہیں	۹
۱۹	گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت	۱۰
۲۰	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر۳	۱۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۱	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۴	۱۲
۲۲	فضیلتِ دُودھ	۱۳
۲۳	فضیلت حلوا و شہد	۱۳
۲۴	فضیلت گوشت	۱۳
۲۵	گھی لگی روٹی	۱۳
۲۶	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۵	۱۴
۲۷	معانیٔ لفظِ دعوت از روئے قرآن	۱۴
۲۸	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۶	۱۵
۲۹	از روئے حدیث مُبارک ہر بدعت ضلالہ نہیں ہوتی	۱۵
۳۰	علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۱۶
۳۱	شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۱۶
۳۲	حافظ الشان ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۱۷
۳۳	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعتِ حسنہ سے انکار کیوں کیا کی نفیس بحث	۱۷
۳۴	جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۸
۳۵	چیلنج	۱۸
۳۶	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر	۱۸
۳۷	وہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا	۱۹
۳۸	نمازِ عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت	۲۰
۳۹	نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں	۲۰
۴۰	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۸	۲۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۱	فقیہہ ابراہیم حلبی زبان کے ساتھ نیت نماز کرنے کے متعلق لکھتے ہیں۔	۲۱
۴۲	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر ۹	۲۲
۴۳	وہ نذر جو حرام و باطل ہے	۲۳
۴۴	وہ نذر جو جائز ہے	۲۳
۴۵	علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۴
۴۶	اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۴
۴۷	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر ۱۰	۲۵
۴۸	مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے	۲۶
۴۹	مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۷
۵۰	مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۷
۵۱	قطب وقت کی تعریف	۲۸
۵۲	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر ۱۱	۲۸
۵۳	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں	۲۹
۵۴	گجراتی وہابی کا دجل وفریب نمبر ۱۲	۲۹
۵۵	دلیل اول گجراتی وہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان	۳۰
۵۶	دلیل دوم غیب اور علم غیب کی نفیس بحث	۳۰
۵۷	عالم الغیب اور عالم علم الغیب کی لاجواب تحقیق	۳۱
۵۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان	۳۲
۵۹	علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۳۳
۶۰	علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے۔	۳۴
۶۱	سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔	۳۴

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۲	شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علمِ غیب عطائی کے قائل ہیں۔	۳۵
۶۳	محدث ابنِ کثیر بھی علمِ غیب عطائی کو مانتے ہیں۔	۳۶
۶۴	بقول وہابیہ قرآنِ پاک پر ایمان کفر ہے۔	۳۷
۶۵	علمِ غیب عطائی کے متعلق آیاتِ قرآنیہ	۳۷
۶۶	نبیٔ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا زیادتی علم کی دُعا کرنا	۳۹
۶۷	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۳	۳۹
۶۸	گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۴	۴۰
۶۹	سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۴۰
۷۰	بحرالرائق کی پوری عبارت اور گجراتی وہابی صاحب کی یہودیت یعنی دجل و فریب ۱۵	۴۱
۷۱	وہابی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال	۴۲
۷۲	فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے	۴۲
۷۳	اسکے جواب میں علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۴۳
۷۴	عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔	۴۳
۷۵	شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدابغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۴۴
۷۶	مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی وہابی کا دجل و فریب نمبر ۱۶	۴۴
۷۷	گجراتی وہابی کا بزعمِ خویش قرآنِ پاک سے استدلال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر نہیں ہیں۔	۴۶
۷۸	گجراتی وہابی کی قرآنِ پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت	۴۶
۷۹	شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۴۷
۸۰	حاضر و ناظر کی نفیس بحث	۴۷
۸۱	اہلِ سنت وجماعت کی مایۂ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔	۴۸

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۸۲	عقیدۂ حاظر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۸
۸۳	عقیدۂ حاظر و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر	۴۹
۸۴	گجراتی وہابی کی حماقت	۴۹
۸۵	اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے	۵۰
۸۶	مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۱
۸۷	دلائل بے مثلیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۱
۸۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۲
۸۹	چیلنج	۵۳
۹۰	بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۵۴
۹۱	مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی دجل و فریب ع۱۷	۵۴
۹۲	حضور جناب مجدد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکمل مکتوب	۵۵
۹۳	مسئلہ ذکر بالجہر اور فتاویٰ خیریہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب ع۱۸	۵۵
۹۴	از روئے فتاویٰ خیریہ ذکر بالجہر جائز ہے	۵۶
۹۵	ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۵۷
۹۶	گجراتی وہابی کبیری شرح منیۃ المصلی کے حوالے سے لکھتا ہے	۵۸
۹۷	کبیری شرح منیہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب ع۱۹	۵۸
۹۸	ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد پاک رضی اللہ عنہ سرہندی کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب ع۲۰	۵۹
۹۹	مسئلہ صلوٰۃ وسلام برخیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دجل و فریب ع۲۱	
۱۰۰	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے	
۱۰۱	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے قلم سے	۶۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۰۲	اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل و فریب نمبر ۲۲	۶۲
۱۰۳	اب انگوٹھے چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظِ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔	۶۳
۱۰۴	علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۹۸۶ھ فرماتے ہیں۔	۶۴
۱۰۵	اہلسنت احناف کے مسلّم امام سیدی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۶۴
۱۰۶	غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے	۶۴
۱۰۷	شیخ عبدالرحمٰن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت	۶۵
۱۰۸	فقہائے احناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتیں	۶۵
۱۰۹	مسئلہ ذبح لغیر اللہ اور وہابی کا دجل و فریب نمبر ۲۳	۶۶
۱۱۰	مسئلہ سماع موتیٰ اور گجراتی وہابی کی جارحیت یعنی دجل و فریب نمبر ۲۴	۶۹
۱۱۱	سیدی علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۷۰
۱۱۲	امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۷۱
۱۱۳	حافظ الشان سیدی ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۷۱
۱۱۴	وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنیٰ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۷۳
۱۱۵	سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۷۵
۱۱۶	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ	۷۵
۱۱۷	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں	۷۵
۱۱۸	شیخ الاسلام نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۷۶
۱۱۹	اونچی قبروں کو گرانے کا مسئلہ	۷۶
۱۲۰	لغاتِ حدیث کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار میں ہے۔	۷۷
۱۲۱	مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحیدالزماں غیر مقلد کی تحقیق	۷۸
۱۲۲	بزرگانِ دین کے مزاراتِ مقدسہ پر عمارۃ بنانے کا مسئلہ۔	۷۸

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۳	حنفیوں کے مسلّم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکی فرماتے ہیں	۷۹
۱۲۴	عارف باللہ سید اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۷۹
۱۲۵	علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۷۹
۱۲۶	مسئلہ دُعا بعد نمازِ جنازہ	۸۰
۱۲۷	اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۸۰
۱۲۸	مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحیاتِ اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔	۸۱
۱۲۹	حیاتِ انبیاء کے متعلق اہلِ اسلام کا عقیدہ۔	۸۱
۱۳۰	شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔	۸۲
۱۳۱	مسئلہ حیاۃ اولیاء	۸۲
۱۳۲	وہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضوِ تناسل کی مانند ہے۔	۸۳
۱۳۳	اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی عقیدتمند کے اشعار	۸۳
۱۳۴	قطبِ شعرانی سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں	۸۴
۱۳۵	طائفہ وہابیہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں	۸۵
۱۳۶	دیگر اشعار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	۸۵
۱۳۷	گجراتی وہابی کا اعتراض	۸۶
۱۳۸	میزانِ سیادت	۸۷
۱۳۹	مُلا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۸۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

اما بعد: اے ایمان والو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جہاں دیگر خطرات سے اپنی پیاری اُمت کو آگاہ فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے۔

حدیث مبارک! یکونُ فِی آخرِ الزّمانِ دجّالونَ کذّابونَ یاتونکم مِنَ الاحادیثِ بِمالم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلّونکم ولا یفتنونکم [۱]

ترجمہ: آخری زمانہ میں کچھ دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سُنی ہوں گی نہ ہی تمہارے باپ دادا نے۔ اُن سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں نہ ہی تم کو فتنہ میں ڈال دیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یرونَ انفسھم علماءَ و مشائخ مِنْ اھلِ النّصیحۃِ والصّلاحِ ثم یدعونَ الیٰ مذاھِبِھِم الباطلۃِ و آرائِھِم الفاسدۃِ۔ [۲]

ترجمہ: یعنی وہ دجّال اور کذّاب لوگ خود کو علماء اور مشائخ نصیحت اور اصلاح کرنے والے سمجھتے ہوں گے۔ لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے بُرے خیالوں کی طرف بلائیں گے لہٰذا ایسے بدمذہب علماء مشائخ سے پوری پوری طرح پرہیز کیا جائے۔ ایسے علماء اور مشائخ میں سے عنایت اللہ گجراتی بھی ہے جسے ابن عبدالوہاب کی ذرّیت پیر طریقت کہتی ہے۔

عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف

یہ عنایت اللہ گجراتی غلام اللہ پنڈوی اور سرفراز گکھڑوی کا گرو بھائی حسین علی واں بھچروی

[۱]: مشکوٰۃ صفحہ ۲۸ بحوالہ مسلم شریف۔ [۲]: لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۲۱۔

Marfat.com

کا مرید و شاگرد ہے۔

حسین علی واں بھچروی رشید احمد گنگوہی وہابی دیوبندی کا چیلہ ہے اور یہ سب لوگ دھوکا دہی اور فریب کاری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ دراصل یہ دیوبندی ابن عبدالوہاب نجدی کی روحانی اولاد ہے۔ نجدی اور دیوبندی فطرتاً انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں۔

نجد کے متعلق فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ [1]

ترجمہ:۔ یعنی نجد سے قرن الشیطان نکلے گا۔

کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں

(قرن الشیطان) اَیْ اُمَّتُہٗ وَحِزْبُہٗ، یعنی نجد سے شیطان کی امت اور اس کا گروہ پیدا ہوگا۔ [2]

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ کے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کی اہانت کا جرم شیطان ہی سے سرزد ہوا ہے۔ لہٰذا شیطان کی امت اور اس کے گروہ کی یہ ہی پہچان ہے کہ وہ انبیاء اللہ کا گستاخ ہوگا۔

تائید مزید حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب مشرکین مکہ نے جمع ہو کر دار الندوہ میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس دن صبح سویرے ہی آگئے۔ مشورے کے اس دن کا نام یوم زحمت رکھا گیا۔ مشرکین کے سامنے ہی ابلیس بھاری چادر اوڑھ کر ایک بڑے بزرگ کی شکل میں دار الندوہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ مشرکین نے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ ابلیس نے جواب دیا میں نجدی بزرگ ہوں، تمہارا پروگرام میں نے سنا اور تمہارے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں۔ تاکہ سنا جائے کہ تم

---

[1]:۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۱۔ [2]:۔ کرمانی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲۴۔

Marfat.com

کیا کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رائے یا نصیحت تم سے پوشیدہ رہ جائے۔ یہ کہہ کر ابلیس مشرکین کے ساتھ دارالندوہ میں داخل ہو گیا۔[۱]

مندرجہ بالا روایت سے مندرجہ ذیل باتیں روزِ روشن کی طرح ثابت ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو صرف نجدی بزرگ کی صورت اختیار کرنے کی سوجھائی۔ کیونکہ نجد ہی سے ابلیس کا گروہ ظاہر ہونا تھا۔

(۲) امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہہ تھی کہ نجدیوں کی بزرگی اور ان کے جبّوں قبّوں کا بھروسہ نہ کرنا حقیقتاً یہ ابلیس کا گروہ ہے۔

(۳) نجدی لوگ مشرکین کے خیر خواہ اور اہلِ اسلام اور ربانی اسلام کے دشمن ہوں گے۔

حدیث مبارک ۲ اِنَّ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حَلَاقِیْمَهُمْ یَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَ یَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ۔[۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری اُمت سے ایک قوم ہوگی قرآن پڑھیں گے۔ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے۔ اور مشرکوں کو کچھ نہ کہیں گے۔

دشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی۔

حدیث مبارک ۳ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ۔[۳]

ترجمہ: مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ قرآن پڑھیں گے۔ مگر قرآن اُن کے حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

ان تمام احادیث کے مصداق نجدی ہیں۔ کیونکہ نجد عرب کے ایک خطّے کا نام ہے۔ جس کی

---

[۱]: تاریخ طبری عربی مطبوعہ مصر طبع ثانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۰ سطر ۷ تا ۱۰۔ تاریخ کامل ابن اثیر عربی مطبوعہ بیروت جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ سطر ۸ تا ۱۲۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی مطبوعہ ریاض جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ سطر ۷ تا ۲۱۔

[۲]: کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۴۳ حدیث ۵۷۴ [۳]: کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴ حدیث ۵۹۴

Marfat.com

...ین بلند ہے اور جو حجاز سے مشرق کی طرف خلیج فارس تک وسیع ہے[1]
حجاز کے متعلق لکھا ہے کہ عرب کے ایک صوبے کا نام ہے جس میں مکہ، مدینہ اور طائف
...یرہ کا علاقہ شامل ہے۔[2]
معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ صاف بتاتا ہے
...نجد ہی کی طرف اشارہ ہے جو کہ مکہ و مدینہ سے مشرق میں واقع ہے۔
اسی نجد کے خطے میں ابن عبد الوہاب ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوا جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
...اور اولیاء اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی، اور سوائے اپنے عقیدت مندوں کے تمام اہل اسلام کو
...شرک قرار دیا۔

ابنِ عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبد الوہاب کے متعلق فتاویٰ شامی میں لکھا ہے۔
كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اِتْبَاعِ عبد الوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلٰى
...الحَرَمَيْنِ كَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ
...الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ
...اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِهِمْ[3]

ترجمہ:۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعداروں کا واقعہ ہوا جو نجد سے نکلے
...اور حرمین شریف پر غالب آئے، خود کو حنبلی مذہب کہتے تھے، لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان
...ہیں، اُن کے خلاف عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک عوام اہلِ سنت اور
...علماء اہلِ سنت کا قتل جائز تھا۔

ابنِ عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے

[1]:۔ فیروز اللغات فارسی ص ۴۸۹ ۔ [2]:۔ فیروز اللغات فارسی ص ۳۵۸ ۔
[3]:۔ فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۹ ۔

Marfat.com

ابن عبدالوہاب ۱۷۹۱ء میں نجد کے ایک شہر عینیہ میں پیدا ہوا۔ اپنے کفریہ عقائد کے سبب لوگوں میں بدنام ہوا۔ مجبور ہو کر اسے اپنا آبائی شہر چھوڑنا پڑا۔

وہاں سے نکل کر اس نے صریحہ (نجد کا شہر) میں رئیس اعظم محمد بن سعد کے پاس پناہ لی۔ اس محمد بن سعد نے ابن عبدالوہاب کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالعزیز رکھا گیا۔ یہ لڑکا اپنے نانا ابن عبدالوہاب کے مسلک پر سختی سے پابند تھا۔ اس نے بھی وہابیت پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آخر کار ۱۸۰۳ء میں خراسان کے ایک سُنّی نے اُسے قتل کر دیا۔ عبدالعزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد باپ سے بھی زیادہ پُر جوش نکلا۔ ۱۸۰۳ء کے آخیر میں سعد نے مدینہ منورہ پر قبضہ جما لیا۔ وہابیت کے جوش میں جنت البقیع کے تمام مقبرے صاف کر دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو بھی اٹھا دیا۔ جو آپ کے مزارِ مُقدس پر پڑی رہتی تھی۔ پھر ۱۸۱۸ء میں اللہ تعالیٰ نے ترکوں کے ہاتھوں ان وہابیوں کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کرا دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ مختصراً۔ [1]

مختصر تعارف کتاب حیات طیبہ اور اسمٰعیل دہلوی

حیات طیبہ اسمٰعیل دہلوی کی سوانح حیات ہے۔ اس کا مؤلف مرزا حیرت دہلوی ہے جو کہ بدترین وہابی ہے اور ثنائی وہابیوں نے تصحیح نام کے بعد اس کتاب کو دُوسری دفعہ شائع کیا ہے۔ جبکہ اسمٰعیل بن عبدالغنی ابن عبدالوہاب نجدی کا رُوحانی فرزند تھا جو دہلی میں ۱۷۸۱ء میں پیدا ہوا اور تقویۃ الایمان لکھ کر اپنے رُوحانی باپ ابن عبدالوہاب کا خلف الرشید ہونے کا پُورا پُورا ثبوت دیا۔

نجدی دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دُشمن ! کیوں ؟

---

[1] ۔ حیاۃ طیبہ مطبوعہ ثنائی پریس امرتسر صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۷۔

Marfat.com

اسمٰعیل دہلوی کے بعد ۱۲۸۳ھ میں ہندوستان کے ایک قصبہ دیوبند میں مدرسہ وہابیت قائم ہوا۔ اگر لفظ "دیوبند" کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی کہلانے والوں کو لازماً انبیاء اور اولیاء اللہ کے دشمن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دُنیا میں سب سے پہلے "دیوبند" کا لفظ قارُون کے لیے استعمال ہوا ہے۔ "دیوبند" قارُون کا لقب تھا۔ پھر ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا لقب ہوا۔ پھر ہندوستان کے ایک قصبہ کا نام ہوا۔ "فیروز اللغات" فارسی میں ہے۔[۱]

دیوبند: جمشید اور قارُون کا لقب ہندوستان کے ایک قصبے کا نام اصلی دیوبند یعنی قارُون کو کون نہیں جانتا۔ بے شک وہ نبی اللہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بدترین مخالف تھا۔ آپ کی دُعا سے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ معلوم ہوا نجدی اور دیوبندی فطرتاً حق اور اہلِ حق کے دشمن ہیں۔

عنایت اللہ گجراتی وہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے۔

اِس عنایت اللہ گجراتی کی وہابیت ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ اہلِ سنت جس قدر صلوٰۃ وسلام کے شیدائی ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ وہابی لفظ "بدعت" کے متوالے ہیں۔ چنانچہ گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۱

اعتراض دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالنا جو زمانہ رسالت و زمانہ خلافتِ راشدہ وصحابہ و تابعین و تبع تابعین میں باوجود اپنے سبب وعلت کے نہ تھی "بدعت" ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں (یعنی دینِ اسلام میں) کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہو گی۔[۲]

۱: فیروز اللغات ۶۸۶۔ ۲: شجرہ بدعات صفحہ ۔

Marfat.com

جواب: میں کہتا ہوں کہ بدعت کی مذکورہ بالا تعریف اُمت وہابیہ کی من گھڑت ہے۔ اہلِ سنت کی کسی کتاب میں یہ تعریف نہیں، اور جس حدیث شریف کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ ہرگز وہابیہ کی من گھڑت تعریف کی مؤید نہیں۔

لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفیوں کے مسلّم امام علی بن سلطان قاری مکّی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں،

قَالَ الْقَاضِیْ اَلْمَعْنٰی مَنْ اَحْدَثَ فِی الْاِسْلَامِ رَأْیًا لَمْ یَکُنْ لَہٗ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ سَنَدٌ ظَاھِرٌ اَوْ خَفِیٌّ مَلْفُوْظٌ اَوْ مُسْتَنْبَطٌ فَھُوَ مَرْدُوْدٌ[1]

یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی رائے کا اظہار کیا جس کی صحت پر قرآن و سنت میں کوئی سند نہیں، نہ ظاہری نہ خفی نہ لفظی نہ استنباطی وہ رائے مردود ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

فِیْ قَوْلِہٖ (مَالَیْسَ مِنْہُ) اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اِحْدَاثَ مَالَا یُنَازِعُ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ لَیْسَ بِمَذْمُوْمٍ۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں جو مالیس منہ ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو نئی بات قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو وہ بری نہیں۔

لفظِ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور سنیے، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اَیْ اَحْدَثَ شَیْئًا لَمْ یَکُنْ عَلَیْہِ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ سَنَدٌ صَرِیْحًا اَوْ مُسْتَنْبَطًا اَوْلَمْ یُحْکَمْ بِصِحَّتِہٖ

یعنی دین میں ایسی کوئی نئی چیز نکالی جس کی کتاب و سنت میں سند نہ ہو۔ صریح یا استنباطی یا اس کی صحت پر قرآن میں حکم نہ ہو۔

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ نمبر ۱۰۵ مطبوعہ ملتان

Marfat.com

اُلْکِتَابُ فَلْیَشْمَلُ الْاِجْمَاعَ وَالْقِیَاسَ	اس میں اجماع اور قیاس بھی شامل ہے
وَاَنَّ الْمُرَادَ مَا کَانَ مُخَالِفًا	پس مراد یہ ہے کہ قرآن وسنت کا مخالف
مُغَیِّرًا لَهُمَا [1]	یا مغیر نیا کام مردود ہے۔

بدعت کی تعریف اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا معنی ومفہوم یہ ہے جو محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھایا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۔۲

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے۔ افسوس ہے کہ آج لوگوں نے دین کے اندر طرح طرح کی بدعات ایجاد کردیں اور دین اسلام کو موم کی ناک بنا ڈالا۔ اپنے کھانے پینے اور دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر دین کا حلیہ اور نقشہ بگاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

اے ایمان والو! خبردار، ہوشیار رہنا بہت سے مولوی اور پیر ایسے ہیں جو لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں، اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں [2]

جواب:۔ گجراتی وہابی نے اہل سنت پر مذکورہ بالا آیت چسپاں کرکے اپنی خارجیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے اس لیے کہ یہ آیت یہود ونصاریٰ یعنی کافروں کے حق میں ہے۔ کافروں والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرنا خوارج کی فطرت ہے۔

وہابی خارجی ہیں بخاری شریف میں ہے۔

کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ	ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین
اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی	مخلوق خیال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

[1]:۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۰۷۔ [2]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۸۰۴۔

Marfat.com

اٰیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ [1]

خارجی لوگ کفار کے حق میں آئی ہوئی، آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔

گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آج سے ہزار سال پہلے مفسر ہیں، لکھتے ہیں۔

اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْقُرَّاءِ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی (لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ) یَاْخُذُوْنَ الرِّشَاءَ فِیْ اَحْکَامِھِمْ وَیُحَرِّفُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَکْتُبُوْنَ بِاَیْدِیْھِمْ کِتَابًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَیَاْخُذُوْنَ بِھَا ثَمَنًا قَلِیْلًا مِنْ سَفِلَتِھِمْ [2]

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! بیشک اکثر علماء اور قاری بنی اسرائیل کے یہود و نصاریٰ میں سے لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں۔ اپنے احکام میں رشوتیں لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدلتے ہیں، اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس کے بدلے ادنیٰ لوگوں سے کچھ مال بٹورتے ہیں۔

ان وہابیوں کی تالیفات دیکھنے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ واقعی خارجی گروہ ہے۔ کیونکہ کفار اور مشرکین کے حق میں اُتری ہوئی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرکے انہیں خواہ مخواہ مشرک بناتے ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۳

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے ”مقام حیرت ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے لالچ کرنا۔ تو کوئی بڑی بات نہیں تھی بستر مرگ پر پڑے بھی یہ وصیتیں کرتے ہیں کہ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار مجھ کو ان اشیاء سے بھی بھیج دیا کریں دودھ

---

[1]:۔ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴

[2]:۔ تفسیر ابن جریر جز ۱۰ صفحہ ۱۱۷

Marfat.com

کا برف خانہ ساز (قلفی) اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو. مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے، بالائی. فیرنی. اردکی دال مع ادرک ولوازم (یعنی مصالحے بھی ہوں، تاکہ مولوی صاحب کو بادی نہ ہو جائے) گوشت بھری کچوریاں سیب و انار کا پانی سوڈے کی بوتل"۔ (تاکہ یہ سب الابلا ہضم ہو جائے) ۔ [1]

جواب۔ دستو! مرنے سے قبل وصیت کرنا ایک امر شرعی ہے لیکن اس گجراتی خارجی نے وصیت کی عبارت میں اپنی خباثت باطنی کی پچر یں لگا کر کیسا استہزاء کیا۔ دوسرے یہ خباثت دکھائی ہے کہ فاتحہ کے متعلق پوری وصیت نقل نہیں کی، اگر پوری عبارت نقل کر دیتا، تو خباثت بھرے پیوند ہرگز نہ لگا سکتا۔ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی وصیت فاتحہ کا وہ بالائی حصہ نقل کر دیتے ہیں تاکہ اس گجراتی خارجی کے لگائے ہوئے پیوند اُکھڑ جائیں۔ اور وصیت کی حقیقت واضح ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کھانوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا کہ

" فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیں، صرف فقراء کو دیں۔ اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ"۔ [2]

آپ کا فرمانا (کہ دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں) صاف صاف بتاتا ہے کہ مرسل الیہ آپ کی ذات نہیں بلکہ فقراء ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا۔ مندرجہ ذیل کھانے عزت اور احترام کے ساتھ فقراء کے ہاں بھیج دیا کریں۔ اب ان خارجیوں سے پوچھو کہ فاتحہ کے اچھے اچھے کھانے فقراء کے ہاں بھیجنے میں کونسی قباحت ہے بلکہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	حضرت حنش کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے تھے، میں نے پوچھا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا

[1] شجرہ بدعات صفحہ ۸-۹ [2] وصایا شریف صفحہ ۸

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّيْ عَنْهُ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے جانور قربانی کیا کرنا سو میں آپ کی طرف سے قربانی دیتا ہوں۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ خارجی کہیں گے۔ کہ آپ کو آخری وقت گوشت کھانے کی سوجھی، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ تو کوئی بھی بد دین نہیں کہہ سکتا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے جاتے وقت اپنے پیٹ کی ہی فکر تھی۔ کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے کھانے بعینہٖ نہیں پہنچتے بلکہ ان کھانوں کو فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ بخلاف اس کے گجراتی وہابی نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا ہے کہ کھانے بعینہٖ پہنچتے ہیں۔ اسی لیے یہ وہابی اپنے مُردوں کی فاتحہ نہیں دلاتے۔ کیونکہ کھانوں کا مُردوں سے کیا تعلق۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۴

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے "مولوی محمد عمر اچھروی نے اپنی کتاب "مقیاس حنفیت" میں مندرجہ ذیل سرخیاں قائم کر کے اُمت محمدیہ پر کرم فرمائی کی۔

فضیلت دودھ۔ فضیلت حلوا۔ شہد۔ فضیلت گوشت اور پراٹھا [2]

جواب:- میں کہتا ہوں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء کا بذریعہ احادیث ذکر کر کے اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسان فرمایا۔ تا کہ یہ اُمت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء کو محبوب رکھیں۔ اور جب فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا موقع آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مقبول ومحبوب اشیاء ہی اس کے راستے میں خیرات کریں۔ کیونکہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول ہوتی ہے گویا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ تعالیٰ کی پسند ہے مناظر اعظم مولنا محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ جن احادیث سے گجراتی وہابی کے سینے

---

[1] :- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۸ — [2] :- شجرہ بدعات صفحہ ۹

Marfat.com

میں غضب کی آگ بھڑکی ہے۔ وہ احادیث بندہ پھر نقل کر دیتا ہے تاکہ وہابیوں کے مرضِ قلبی میں اور اضافہ ہو۔

فضیلتِ دودھ

عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَكَةٌ أَوْ بَرَكَتَانِ [1]

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا۔ آپ فرماتے یہ سراپا برکت ہے یا فرماتے دوگنا برکت ہے۔

فضیلتِ حلوا و شہد

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ [2]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو محبوب رکھتے تھے۔

فضیلتِ گوشت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ۔ [3]

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

گھی لگی روٹی

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةٍ بِسَمْنٍ نَأْكُلُهَا [4]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا۔ کہ آج تو گھی لگی گیہوں کی روٹی ہوتی تو ہم کھاتے۔

مسلمانو! ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء خوردنی کا پتہ چلتا

---

[1] :۔ ابنِ ماجہ صفحہ ۲۴۶ ۔ [2] :۔ ابنِ ماجہ صفحہ ۲۴۶

[3] :۔ ابنِ ماجہ صفحہ ۲۴۵ ۔ [4]

Marfat.com

وہابی خواہ کتنا ہی جلیں. لیکن آپ لوگ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء ہی فی سبیل اللہ غرباء اور فقراء کو کھلایا کرو. اور بذاتِ خود بھی ان چیزوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھو نفسانی خواہش کے ماتحت نہیں. بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہیں.

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۵

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے "ایک دفعہ کسی نے مسئلہ پوچھا. (اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے)

سوال:۔ حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟

جواب:۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں[1]

اندازہ کیجئے پیٹ کی اشتہار کا. ان بندگانِ پیٹ کے سامنے مسئلہ کوئی بھی کیوں نہ ہو. بات پیٹ کی کریں گے. سائل حاضر ناظر کے چکر میں ہے تو حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں[2]

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اس جاہل وہابی سے پوچھئے کہ دعوۃ کا معنی پیٹ بھرنا کس لغت میں ہے.

دعوت کا معنی تو صرف "بلانا" ہے پھر جب تک اس کے ساتھ کوئی قرینہ موجود نہ ہو. تو کسی خاص چیز کی طرف بلانا مُراد نہیں لیا جا سکتا.

معانی لفظِ "دعوت" از روئے قرآن

۱ - اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ[3]

---

[1]:۔ ملفوظات حصہ اوّل صفحہ ۱۲۷ . [2]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۹ .
[3]:۔ بقرہ پارہ ۲، آیت ۱۸۶ .

Marfat.com

۲۔ لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ ۔ [۱]

۳۔ اِنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ ۔ [۲]

دیکھ لیجئے مذکورہ بالا آیات میں "دعوت" کا لفظ موجود ہے لیکن اس دعوت سے کھانا کھانے کی دعوت مُراد لینا سراسر جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان (دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں) سے کھانے کی دعوت مُراد لینا گجراتی وہابی کی جہالت ہے بلکہ اسکے بطن پرستی کی دلیل ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب [۶]

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

(۱) بدعتی پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(۲) بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں۔

(۳) بدعتی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۴) بدعتی کی توقیر و تعظیم کرنا۔

(۵) بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں۔

(۶) بدعتی آبِ کوثر سے محروم ہوگا۔ [۳]

جواب: گجراتی وہابی نے مذکورہ بالا ہر عنوان کے تحت حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بدعت یا بدعتی کی مذمت میں جتنی بھی احادیث آتی ہیں وہ سب کی سب اُسی ہی بدعت اور بدعتی کے بارے میں ہیں، جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

ازروئے حدیث مُبارک ہر بدعت بدعتِ ضلالہ نہیں ہوتی

ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ملاحظہ ہو۔

---

[۱]: رعد پارہ ۱۳ آیت ۱۴۔ [۲]: المومن پارہ ۲۴ آیت ۴۳ [۳]: شجرہ بدعات صفحہ ۱۰ تا ۱۳۔

Marfat.com

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ... مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا۔ ؎۱

بلال بن حارث مزنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں اس بدعت ضلالہ پر عمل کرنیوالوں کے برابر اس بدعتی کو گناہ ہوگا۔

علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قَیَّدَ الْبِدْعَۃَ بِالضَّلَالَۃِ لِاِخْرَاجِ الْبِدْعَۃِ الْحَسَنَۃِ۔ ؎۲

بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا بدعت حسنہ کو اس مذمت سے نکالنے کے لیے ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

(بِدْعَۃً ضَلَالَۃً) کَاَنَّہٗ اِحْتِرَازٌ عَنْ بَعْضِ الْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَۃِ الَّتِیْ تَقْوٰی بِہِ الدِّیْنُ کَمَا مَرَّ مِنْ اَقْسَامِ الْبِدْعَۃِ فِیْ اَوَّلِ الْبَابِ ؎۳

بدعت ضلالت کہنا گویا کہ یہ بچانا ہے بعض بدعات مستحسنہ کو جن سے دین اسلام کو تقویت پہنچتی ہے جن کا بیان اول باب میں اقسام بدعت میں گزر چکا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرما دیا۔ کہ بدعتِ ضلالہ وہی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو۔

وہ بدعتی کون ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس کا

؎۱ :۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ ؎۲ :۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۶۔

؎۳ :۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳۔

Marfat.com

کوئی عمل قبول نہیں، جو دائرہ اسلام سے خارج ہے، جس کی تعظیم و توقیر دین اسلام کو گرانے کے مترادف ہے جس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ جو آبِ کوثر سے محروم ہوگا، یہ وہ بدعتی ہے، جس کا کوئی ایک بھی عقیدہ اہل سنّت کے خلاف ہو۔

حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْمُبْتَدِعُ مَنِ اعْتَقَدَ شَيْئًا مِمَّا يُخَالِفُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ [1]	(بُرا) بدعتی وہ ہے جس نے کوئی ایسا عقیدہ رکھا جو اہل سنّت وجماعت کے عقائد کے خلاف ہو۔

ثابت ہوا بدعتی دائرہ اسلام سے خارج، حوضِ کوثر کے پانی سے محروم وہی لوگ ہیں جن کے عقائد مذہب حقہ اہل سنّت وجماعت کے خلاف ہیں۔

گجواتی وہابی نے اپنی کتاب "شجرہ بدعات" کے دو صفحے ۱۴، ۱۵ بدعت حسنہ کی مخالفت میں سیاہ کیے ہیں، جن پر نہ کوئی حدیث اور نہ محدثین کا کوئی ایسا قول نقل کیا ہے جس سے ثابت ہو کر کوئی بدعتِ حسنہ نہیں ہوتی، صرف امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ کی مکتوب کا سہارا لیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعت حسنہ سے انکار کیوں کیا کی نفیس بحث

میں کہتا ہوں کہ سرکار سرہندی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ کوئی بدعتِ حسنہ نہیں ہوتی۔ یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے جو ادلہ شرعیہ سے مُبَرہَن نہیں، اور ہم نے بعض نئے کاموں کا حسن ہونا دلیل شرعی سے ثابت کیا ہے۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ سے انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا ہے، حالانکہ رفع سبابہ کے متعلق صریح احادیث موجود ہیں اور

---

[1]:- فتح الباری جز ثالث صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ انڈیا۔

Marfat.com

موجود بھی صحاح ستہ میں ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسئلہ رفع سبابہ صحاح ستہ میں موجود ہے تو امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انکار کا کیا سبب ہے۔ اس کے جواب ہیں۔

جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماء نے اثبات رفع سبابہ میں بہت سے رسائل لکھے ہیں۔ جو کہ احادیث صحیحہ اور روایات فقیہہ حنفیہ پر مشتمل ہیں۔ یہانتک کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحب زادے شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اثبات رفع سبابہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور نفی رفع سبابہ میں تو ایک بھی حدیث موجود نہیں۔ حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بنا بر اجتہاد ہے۔ اور سُنّتِ غیر منسوخ کے مقابلہ اجتہادِ مُجتہد حُجّت نہیں ہے[۱]

لہٰذا سیدنا و مولنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ کا انکار کرنے کی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے قوی تر اور شان مجددیت کے مناسب توجیہہ یہ ہے کہ آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا سدالذرائع کے قبیل سے ہے تاکہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر بدعت ضلالہ میں نہ پھنس جائیں۔ لہٰذا سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے اور یہ بھی آپ کا اجتہاد ہی ہے جو نصوص صریحہ کے مقابل حجت نہیں۔

چیلنج

اگر کوئی وہابی بدعت حسنہ کی نفی میں ایک صحیح حدیث دکھا دے۔ اس کو ایک حدیث شریف کے بدلے یک صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب

[۱]: کلمات طیبات فارسی صفحہ ۷۹۔

اعتراض گجراتی وہابی اہلسنت کے متعلق لکھتا ہے کہ ان سنیوں کا اصول ہے۔ رسمی اور من گھڑت طریقہ عبادت جاری کرو اور تاویل یہ کرو ایک بدعت حسنہ بھی ہے اور اس میں عمل کرکے اسلام کا حقیقی روحانی نور حاصل ہوتا ہے۔ [۱]

گجراتی وہابی نے بدعت حسنہ کی تردید میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت دو روائتیں نقل کی ہیں

اول:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے نماز پر سزا نہ دے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں بالیقین جانتا ہوں۔ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا۔ جب تک اس فعل کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز فعل عبث ہو گی اور فعل عبث حرام ہے اور شائد کہ تجھے اللہ تعالےٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

دوم:۔ ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا۔ اس نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا۔ اے ابو محمد کیا مجھے اللہ تعالی نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا۔ حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھے اللہ تعالی سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔ [۲]

یہ دونوں واقعات نقل کر کے وہابی لکھتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر بھی محض اس لیے سزا دے گا۔ کہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں اور آپ نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔ [۳]

وہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا

---

[۱]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ ۔ [۲]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸!

[۳]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ ۔

Marfat.com

جواب :۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ شعور سے یقیناً محروم ہوتا ہے۔ اگر وہابیوں کو شعور ہو تو وہابیت سے توبہ کرلیں۔ گجراتی وہابی عنایت اللہ تو بالکل ہی بے شعورا ہے۔ اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ بدعت حسنہ کی تعریف محدثین نے جو کی ہے اور ہم اوّل کتاب میں اسے نقل کر آئے ہیں۔ کہ بدعت حسنہ وہ ہے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔ اور بدعت ضلالہ وہ ہے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

اس بے شعور نے جو دو روائتیں نقل کی ہیں۔ ان دونوں روائتوں میں جس جس نماز کا ذکر ہے وہ نماز بیشک بدعت ضلالہ ہے کیونکہ دونوں نمازوں کی ممانعت پر صریح نص موجود ہے۔

نمازِ عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

محدث دارمی نے سنن دارمی شریف میں " لَا صَلٰوۃَ قَبْلَ الْعِیْدِ وَلَا بَعْدَهَا " کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں [1]

نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں

قَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھٰی عَنْھُمَا [2]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعات نماز پڑھنے سے منع فرماتے سنا ہے۔

جب مذکورہ بالا دونوں نمازوں سے ممانعت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا بدعت ضلالہ سے ممانعت ہے لہٰذا یہ دونوں روائتیں گجراتی وہابی کو مفید نہیں۔

وہ اُمور جو قرآن وسنت کے ماتحت ہوں۔ ان کے ایجاد کرنے کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلائی ہے۔

---

[1] :۔ دارمی شریف صفحہ ۳۱۵/۱ ۔ [2] :۔ ابوداؤد شریف صفحہ ۱۸۱ ۔

Marfat.com

مشکوٰۃ شریف کے محشی نے حاشیہ مشکوٰۃ کے صفحہ ۲۷ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے حدیث نقل ہے۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔[1] (الحدیث)	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا۔ اسے جاری کرنیکا بھی اجر ملے گا۔ اور اس پر عمل کرنیوالوں کے برابر بھی اجر ملے گا۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۸

اعتراض گجراتی وہابی دوسرا الزام لگاتا ہے کہ سُنیوں کے نزدیک فقہ کے قانونی فیصلوں کی بجائے اولیاء اللہ کے قول وعمل کو سند پکڑنا جائز ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بھی نہیں جو کام پہلے سے ہو رہا ہے۔ وہ سند ہے۔ اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ وہ قرون خیر میں بھی تھا یا نہیں۔[2]

جواب :۔ میں کہتا ہوں کہ اے بے شعور انسان تو نے بدعت حسنہ کی نفی میں کونسی قرآن یا سنّت یا خیر القرون سے سند پیش کی ہے۔ بلکہ اپنے انکار کی بنیاد بجائے فقہاء کرام کے اقوال کے صرف اور صرف حضور مجدد رضی اللہ عنہ کے اقوال پر ہی رکھی ہے اگر یہ وہابی فقہاء کرام سے بدعت حسنہ کا انکار ثابت کر دے تو جو چاہے انعام لے۔

ابراہیم حلبی نماز کی نیت زبان سے کرنیکے متعلق لکھتے ہیں۔

نَقَلَ ابْنُ الْهُمَامِ عَنْ بَعْضِ الْحُفَّاظِ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيْقٍ صَحِيْحٍ	امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ

[1] :۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۔ [2] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۔

Marfat.com

وَلَا ضَعِيفٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ اُصَلِّىْ كَذَا وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ بَلِ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ لٰكِنَّ عَدَمَ النَّقْلِ وَكَوْنَهٗ بِدْعَةً لَّا يُنَافِيْ كَوْنَهٗ حَسَنًا۔ [1]

آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی منقول نہیں، بلکہ اتنا ثابت ہے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے زبان سے نیت کرنا بدعت ہے لیکن عدم نقل اور اس کا بدعت ہونا اس کے حسن ہونے کے منافی نہیں۔

فقیہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی فرما دیا۔ کہ ہر بدعت بری نہیں بلکہ بعض حسن بھی ہوتی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا کہ فقہا بدعت حسنہ کے قائل نہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۹

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک۔

بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز دینا۔ چڑھاوے چڑھانا سب جائز ہیں۔ اس سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کی نذریں نہ دینے سے مصیبتیں آتی ہیں۔ [2]

جواب:۔ اس مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہابی نے فقہاء کی عبارتیں نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت کا ثبوت دیا۔ دراصل فقہاء نے نذر کی دو قسمیں کی ہیں، ایک نذر حرام ہے اور ایک نذر جائز ہے۔ اس یہودی صفت وہابی نے نذر حرام والی عبارات تو نقل کر دیں۔ اور جو نذر جائز ہے۔ وہ عبارتیں چھوڑ دیں، ہم دونوں عبارتیں نقل کر کے فیصلہ فقہاء پر ہی چھوڑتے ہیں۔

[1] کبری شرح منیہ صفحہ ۲۹۶۔ [2] شجرہ بدعات صفحہ ۷۳۔

Marfat.com

وہ نذر جو حرام و باطل ہے

اَلنَّذْرُ الَّذِیْ یَنْذُرُہٗ اَکْثَرُ الْعَوَامِ عَلٰی مَاھُوَ مُشَاھَدٌ۔ کَاَنْ یَّکُوْنَ لِاِنْسَانٍ غَائِبًا اَوْ مَرِیْضًا اَوْ لَہٗ حَاجَۃٌ یَاْتِیْ بَعْضَ الصُّلَحَاءِ فَیَجْعَلُ سِتْرَہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ یَاسَیِّدِیْ فُلَانٌ اِنْ رُدَّ غَائِبِیْ اَوْ عُوْفِیَ مَرِیْضِیْ اَوْ قُضِیَتْ حَاجَتِیْ فَلَکَ مِنَ الذَّھَبِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الْفِضَّۃِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الطَّعَامِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الْمَاءِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الشَّمْعِ کَذَا۔ اَوْ مِنَ الزَّیْتِ کَذَا۔ فَھٰذَا النَّذْرُ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ [1]

ترجمہ:۔ وہ نذر جو اکثر عوام مانتے ہیں جیسے کہ دیکھا جاتا ہے وہ کسی غائب انسان یا مریض یا حاجت کے لیے ہوتی ہے۔ حاجت مند کسی بزرگ کے (مزار) پر آتا ہے اور اس کے غلاف کو سر پر ڈال کر کہتا ہے۔ اے فلاں اگر میرا گم شدہ واپس آجائے یا میرے مریض کو مرض سے عافیت مل جائے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے۔ تو تیرے واسطے اتنا سونا یا چاندی یا کھانا۔ یا پانی یا چراغ یا تیل میرے ذمہ ہے پس یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔

وہ نذر جو جائز ہے

اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ قَالَ یَااَللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْ رَدَدْتَ غَائِبِیْ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتِیْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَۃِ نَفِیْسَۃَ اَوِ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ وَالْاِمَامِ اللَّیْثِ اَوْ اَشْتَرِیْ حَصِیْرًا لِمَسَاجِدِھِمْ اَوْ زَیْتًا لِوُقُوْدِھَا اَوْ دَرَاھِمَ لِمَنْ یَقُوْمُ شَعَائِرَھَا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعُ الْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ ...... یَجُوْزُ بِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ۔ [2]

ترجمہ:۔ اگر نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ اگر تو مجھے شفا بخشے یا میرا گما ہوا (مال) واپس پھیر دے یا میری حاجت پوری کر دے۔ تو میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے آستانے کے فقرا کو کھانا کھلاؤں

---

[1] :۔ بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ بعینہ رد المختار (فتاویٰ شامی) جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ سطر ۳۲۔

[2] :۔ بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ رد المختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ بعینہ۔

Marfat.com

گایا ان فقراء کو جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے آستانوں پر ہیں یا ان کی مساجد کے لیے مصلے یا ان کے جلانے کے لیے تیل یا وہاں کے خدام کو کچھ نقدی دوں گا۔ یا اسی طرح کی دیگر اشیاء جن میں فقراء کا فائدہ ہو اور نذر اللہ کے لیے ہو پس یہ نذر جائز ہے یہی نذر ہے جو حقیقتاً اولیاء اللہ کے لیے مانی جاتی ہے۔ کیونکہ نذر ماننے والوں کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ میں اپنی نذر کی اشیاء کو فلاں ولی اللہ کے متعلقات پر صرف کروں گا۔ متعلقات میں ولی اللہ کا مزار اور خدام اور زائرین مہمان بھی داخل ہیں۔

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَّهُمْ وَمُحَبَّةً فِيْهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ۔

ترجمہ:۔ اولیاء کی محبت اور تعظیم میں ان کی قبور کے پاس شمع روشن کرنے یا تیل کی منت ماننا جائز ہے۔

یہ ہی بزرگ فرماتے ہیں۔

كَذَالِكَ نَذْرُ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ الْأَوْلِيَاءِ بِاَنْ تُصْرَفَ عَلٰى فُقَرَاءِهِمُ الْمُجَاوِرِيْنَ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ۔[1]

ترجمہ:۔ اسی طرح اولیاء کے مزارات کے مجاوروں پر صرف کرنے کے لیے درہم اور دینار کی نذر ماننا جائز ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اِنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ

اولیاء کے لیے نذر مانی ہوئی گائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے حلال اور

---

[1] کشف النور صفحہ ۱۶

زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ[1] طیب ہے۔
مسئلہ نذر میں فقہاء کرام کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور ان وہابیوں کی بک بک پر ہزار بار نفرین کرو

گجراتی وہابی کا دجل اور فریب ۱

گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔
اولیاء اللہ جس طرح چاہیں دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ جو چاہیں دیں نہ دیں ساری خدائی اُن کے قبضے میں ہے جسے چاہیں دیں[2]
اس عنوان کے نیچے وہابی لکھتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں نصیحت فرمائی۔
اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔
جب بھی تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب بھی تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے اگر سب لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو ہرگز ذرہ برابر بھی نفع نہیں پہنچا سکتے۔ مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ تیرے لیے مقدر فرما چکے ہیں[3]
جواب :- میں کہتا ہوں کہ گجراتی وہابی کی نقل کردہ عبارت سے انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے تصرف کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ تصرف باذن اللہ کا ثبوت ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:
اِنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ[4]
ترجمہ :- بیشک اگر تمام مخلوق جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر اتنا ہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقرر فرما دیا ہے۔
لہٰذا بے غیر اذنِ اللہ تصرف کی نفی ہے نہ کہ باذنِ اللہ کی۔

---

[1] :- تفسیرات احمدیہ صـ ۳۹ ۔
[2] :- شجرہ بدعات صـ ۲۵ ۔
[3] :- شجرہ بدعات صـ ۲۵ ۔
[4] :- مشکوۃ شریف صفحہ ۴۵۳

Marfat.com

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پاک صرف فَتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰہِ کی تفسیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سرے سے مخلوقِ خدا کے آگے سوال کرنا اور مخلوقِ خدا سے استعانت حرام ہے۔

مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ [۱]

ترجمہ:۔ مالداروں کے مالوں میں سوالیوں اور محروموں کا حق ہے۔

اور فرماتا ہے۔ لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا [۲]

ترجمہ:۔ (صابر قسم کے فقراء) سرسری طور پر تو سوال کر لیتے ہیں، مگر مسئول عنہ کے گلے نہیں پڑتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید ہے۔ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ [۳]

ترجمہ:۔ اے محبوب کسی سائل کو بھی محروم نہ رکھیں۔

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اِبْنِ الْفَرَاسِیِّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْأَلُ [۴] یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاسْأَلِ الصَّالِحِیْنَ

ترجمہ:۔ حضرت ابن فراسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے مانگ لینے کی اجازت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ۔ اور اگر کوئی چارہ نہ ہو، تو صالحین سے سوال کر لیا کرو۔

کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا کہ مخلوق سے سوال حرام ہے۔ اے مسلمانو! دیکھ لو ہم بیچاروں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کے دروازوں پر جانے کی اجازت مرحمت فرما دی ہے۔

---

[۱]:۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذّٰریٰت آیت ۱۸۔ [۲]:۔ پارہ ۳ سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۲۔
[۳]:۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔ [۴]:۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۳۔

Marfat.com

مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالےٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیر وہ ہے جسے بارگاہِ خداوندی سے نسبت نہ ہو۔ عبارت آپ کی یہ ہے۔

نسبت بدرگاہ او ندارد اما دوستان وے ومقربان دے داخل غیر نیستند د توجہ بالیشان بایں حیثیت عین توجہ بحضرت اوست۔ [۱]

ترجمہ: غیر اللہ وہ ہے جسے بارگاہِ الٰہی سے نسبت نہ ہو۔ لیکن اللہ کے دوست اور اس کے مقرب غیرِ خدا کی صف میں داخل نہیں۔ اس لیے اُن کی طرف توجہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اُسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے کرے اور اس غیر کو مظہر عون الٰہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے انبیاء اور اولیاء نے بھی اس طرح کی استعانت غیر کے ساتھ کی ہے۔ [۲]

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء سے استعانت غیرِ خدا سے استعانت نہیں۔ گجراتی وہابی نے بزعم لغزش اپنے مقصد کو مفید سمجھ کر علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

ساری مخلوق خواص وعوام سارے نبی سب اولیاء اور ساری امت اگر سب مل کر بھ

---

[۱]: شرح فتوح الغیب صفحہ ۹۰ ۔ [۲]: ترجمہ تفسیر عزیزی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۱۰۰۹

Marfat.com

تجھے دین یا دنیا کا تھوڑا سا فائدہ پہنچانا چاہیں، تو اس کی وہ سب طاقت نہیں رکھتے[۱]
میں کہتا ہوں کہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول وہابی کو نافع نہیں۔ کیونکہ اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نفع پہنچانے کی نفی ہے باقی رہا باذن اللہ نفع پہنچانا۔ یہی علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نزہتہ الخاطر میں قطب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

قطبِ وقت کی تعریف "کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہو"[۲]

یعنی قطب کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی سلطنتوں کے ردّ و بدل کرنے کا باذن اللہ مختار ہو۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۱

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے۔
درحقیقت خدا کے سوائے کوئی کچھ کرنے والا ہے نہ حرکت و سکون دینے والا ہے۔ نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ اچھائی ہے نہ برائی، نفع و نقصان، بخشش و محرومی، کشائش و بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، دولت مندی اور غربت اس کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں۔[۳]

جواب:۔ میں کہتا ہوں جس شخص میں کچھ بھی دیانت ہو وہ کبھی وہابی نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا عبارت فتوح الغیب مقالہ ۱۸ کی ہے۔ اسی کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۱۶ میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّقُوا اللّٰہَ	اللہ تعالیٰ سے ڈرو تم کو اللہ تعالیٰ
وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ثُمَّ یَرُدُّ عَلَیْکَ	سکھلائے گا پھر زمانہ تیرے سامنے ہوگا

---

[۱]:۔ مرقات عربی جلد ۵ صفحہ ۹۱ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۔ [۲]:۔ نزہتہ الخاطر مترجم صفحہ ۹۴۔
[۳]:۔ فتوح الغیب و نزہتہ الخاطر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵۔

Marfat.com

اَلتَّکْوِیْنُ فَتُسَکِّنُ بِالْاِذْنِ الصَّرِیْحِ الَّذِیْ لَاغُبَارَ عَلَیْہِ۔ اور پھر ظاہراً تجھکو عمل کی اجازت ہوگی جس پر شبہ کا غبار نہیں ہوگا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔

تقویٰ کنید خدا تعالیٰ را و نگاہ داشت امر و نہی او و میداند خدا تعالیٰ احکام را کہ متضمن مصالح شما است در دنیا و آخرت۔ بعد ازاں رد کردہ میشود بر تو دسپردہ میشود، تو ہست کردن و پیدا گردانیدن کائنات و تصرف دادہ میشود ترا در دو عالم۔ [1]

ترجمہ:۔ (اے سالک) اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کے امر و نہی کا خوب خیال رکھ، اللہ تعالیٰ تجھے ایسی باتوں کی تعلیم دیگا، جن میں تیرا دنیا و آخرت کا نفع ہو۔ پھر کائنات کو زندہ اور پیدا کرنے کی قدرت تجھے دیگا، اور جہان میں تصرف کا اختیار بھی دے گا۔

اسکے چند سطر بعد غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ [2]

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کسی شے کو جب کہتا ہوں، ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے، تو میری اطاعت کر میں تجھے یہ صفت عطا کروں گا۔ کہ تو کسی چیز کو کہے ہوجا پس وہ ہوجائے گی۔

اے ایمان والو! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہوا کہ اولیاء کاملین کو جہان میں پورا پورا تصرف عطا ہوتا ہے بلکہ لفظ کُن کہہ کر کسی چیز کو عدم سے وجود میں بھی لاسکتے ہیں۔

گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۲

---

[1]:۔ شرح فتوح الغیب صفحہ ۸۳

[2]:۔ فتوح الغیب مقالہ ۱۶۔

Marfat.com

اعتراض گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ ان اہل سُنّت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں۔ غیب دانی ان کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کریں۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے بعض خاص بندوں کو بعض غیوب پر باختیار خود مطلع کر دیں، یا خبر دے دیں۔ تو اس اطلاع علی الغیب۔ اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے کیونکہ علم کا لفظ جب غیب کی طرف مضاف ہو تو قرآن مجید میں بجز ذاتی کے کہیں نہیں آتا۔ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں، یہ ہوتا ہی ذاتی ہے [۱]

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ یہ گجراتی وہابی تو اجہل قسم کا انسان ہے

دلیلِ اوّل گجراتی وہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان

پہلے تو اہلِ سُنّت بریلویوں پر یہ جھوٹ باندھا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں یعنی کل علم غیب ہر ایک نبی اللہ کے قبضہ میں ہے حالانکہ اہل سنّت میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں نہ ہی کوئی وہابی اس بات کو اکابرین اہل سنت سے ثابت کر سکتا ہے۔ آگے چل کر اس وہابی نے خود ہی اس الزام کی تردید کر دی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ غیب دانی انبیاءؑ کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات دریافت کریں اب اس جاہل سے پُوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ کل انبیاء اللہ علم غیب کے مالک ہیں یعنی ان کا علم غیب پر قبضہ ہے پھر ان لوگوں کا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء جب چاہیں غیب دریافت کر سکتے ہیں، کیونکہ جو چیز قبضہ میں ہو اس کا دریافت چہ معنی دارد۔

دلیلِ دوم غیب اور علم غیب کی نفیس بحث

گجراتی وہابی کا یہ کہنا کہ اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے۔ اس نادان وہابی کو اتنا بھی شعور نہیں کہ غیب اور علم غیب میں کیا فرق ہے۔ پورے قرآن میں ایک

---

[۱]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۴۷۔

بھی آیت ایسی نہیں جو یہ کہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ عالم علم الغیب ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ خود فرماتا ہے۔

۱۔ قُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ[1]۔ فرما دیجئے بیشک غیب اللہ کے لیے ہے۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ یہ علم غیب اللہ ہی کے لیے ہے۔ غیب اور علم غیب کا فرق ملحوظ رکھیں۔

۲۔ لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[2] آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ ہی کے لیے ہے یہاں بھی یہ نہیں فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[3] بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کا۔ یہاں بھی یہ نہیں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ عِلْمِ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ بیشک اللہ عالم ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کے علم کا۔

۴۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[4] بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کو۔ یہاں یَعْلَمُ غیب ہے نہ کہ یَعْلَمُ عِلْمِ غیب۔

ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

عَالِمُ الْغَیْب اور عَالِمُ عِلْمُ الْغَیْب کی لاجواب تحقیق

کہ اللہ تعالیٰ عالِمُ الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ کیونکہ مُعَلِّم اور مُتَعَلِّم کی درمیانی نسبت کو تعلیم کہتے ہیں۔ اس لیے عالم الغیب ہونا ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ نہ اس کا کوئی مُعَلِّم ہے اور نہ اللہ تعالیٰ متعلم ہے۔

عالم علم الغیب ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دینے والا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیم پانے والے ہیں تعلیم دینے والے اور تعلیم پانے والوں کی درمیانی نسبت تعلیم ہے لہٰذا عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عالم علم الغیب انبیاء

---

[1] سورۂ یونس آیت ۲۰ پارہ ۱۱۔ [2] سورۂ ہود آیت ۱۲۳ پارہ ۱۲۔
[3] سورۂ فاطر آیت ۳۸ پارہ ۲۲۔ [4] سورۂ الحجرات آیت ۱۸ پارہ ۲۶۔

Marfat.com

علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اے ایمان والو! خوب یاد رکھو قرآن مجید میں عالم الغیب کی نفی تو تمام مخلوق سے کی گئی ہے۔ لیکن عالم علم الغیب کی نفی سے انبیاء علیہم السلام مستثنٰے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ[1] اللہ نے آپ کو تعلیم دی جو آپ نہ جانتے تھے۔ اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۲۵۷ طبع جدید، لاہور

مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ

اللہ نے تعلیم دی تمہیں دینی معاملات کی یا غیبی معاملات اور دلوں کے رازوں کی۔

۲۔ تفسیر السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۳۲

(عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) غَيْبًا وَّشَهَادَةً مِنْ اَحْوَالِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا

دین اور دنیا کے نہاں اور عیاں کا علم عطا فرمایا۔

۳۔ تفسیر ابن جریر جزء ۵ صفحہ ۲۷۵

(عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ۔

تعلیم دیں آپ کو پہلوں اور پچھلوں کی خبریں اور جو ہو چکا اور جو ہوگا۔

۴۔ تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۵۶۴

(عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ

تعلیم دی آپ کو غیبی معاملات کی اور دلوں کے رازوں کی

[1]: سورۃ النساء آیت ۱۱۳ پارہ ۵۔

Marfat.com

۵:۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۰

(عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ عَلَّمَهُ اللهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو دُنیا اور آخرت کا علم عطا کیا۔

۶:۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۵۹۶

(عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قِيْلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ۔

کہا گیا ہے کہ تعلیم دی آپ کو علم غیب کی۔

۷:۔ تفسیر جلالین شریف صفحہ ۸۵

تعلیم دی آپ کو احکام اور غیب کی۔

۸:۔ حاشیہ صاوی علی الجلالین جلد ا صفحہ ۲۱۳

(وَالْغَيْبِ) اَیْ عِلْمَ الْغَيْبِ وَهُوَ مَا غَابَ عَنَّا۔

آپ کو علم غیب کی تعلیم دی اور غیب وہ ہے جو ہم سے چھپا ہے۔

نوٹ :۔ یہاں سے گجراتی وہابی کے اس قول کا بھی رد ہو گیا۔ جو کہتا ہے کہ جو بات بتا دی جائے وہ غیب نہیں کہلاتی۔ علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن مُغیبات پر اطلاع دے دی گئی ہے۔ اگرچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو غیب نہ رہی لیکن اُمت کے حق میں تو پھر بھی وہ غیب ہی ہے۔

علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

(قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) كَانَ رَجُلًا يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبِ قَدْ عَلِمَ ذٰلِكَ

حضرت خضر علم غیب جاننے والا انسان تھا۔ اس لیے اس نے یہ جان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ صبر سے نہ رہ سکیں گے)۔

قَالَ مُوْسٰى بَلٰى (قَالَ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا) اَیْ اِنَّمَا تَصَرَّفُ ظَاهِرًا تَرٰی مِنَ الْعَدْلِ وَلَمْ تُحِطْ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ بِمَا اَعْلَمُ۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ صبر کروں گا خضر نے کہا ایسی باتوں پر کیسے صبر کر سکو گے۔ جن کا آپ کو علم نہیں یعنی آپ تو ظاہری عدل اور انصاف کے جاننے والے ہیں۔ لیکن جو علم غیب میں جانتا ہوں، اُس کی آپ کو خبر نہیں [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خضر علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ علم غیب جاننے والا انسان تھا۔ اور وہابیوں کو سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہتے ہوئے موت پڑتی ہے کہ آپ علم غیب جاننے والے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اگرچہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ زمانہ گذشتہ کی خبر ہے جس میں اپنے اجتہاد اور رائے کو کوئی دخل نہیں۔

علمِ غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے

وہابیوں کا یہ کہنا کہ علمِ غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں بالکل بیہودہ بات اور قرآن کے خلاف ہے کیونکہ مخلوقِ خدا میں کوئی صفت ذاتی نہیں۔ اندھے بھی جانتے ہیں کہ مخلوق کا ہر فضل وکمال عطائے خداوندی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

(اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ [2]) اے محبوب ہم نے آپ کو ہر چیز کثرت سے عطا فرمائی ہے

سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْئٍ اِلَّا الْخَمْسَ۔

ترجمہ:۔ مجھے سوائے پانچ چیزوں کے (جو اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ (الآیۃ) میں مذکور ہیں)، باقی تمام اشیاء کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

---

[1]: تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ صفحہ ۲۸۰۔ [2]: سورۂ کوثر پارہ ۳۰ آیت ۱۔

Marfat.com

اِنَّهٗ اُعْلِمَهَا بَعْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ. بیشک اس فرمان کے بعد مذکورہ پانچ چیزوں کا علم بھی دے دیا گیا[1]

علامہ حفنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان اسی طرح علامہ حفنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

(قَوْلُهٗ اِلَّا الْخَمْسُ) ثُمَّ اُعْلِمَ بِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے بعد ان پانچوں کا علم بھی دیا گیا[2]

گجراتی وہابی نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علمِ غیب کی نفی پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔[3]

شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علمِ غیب عطائی کے قائل ہیں

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں چھپی بات کو جو دے میں ہے یعنی فرشتے اور جن اور آدمی ان سب سے کسی کو بے تعلیم الٰہی غیب کی خبر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جو وہی خود بخود جانتا ہے غیب کی خبر اور خدا کے سوا کوئی خود بخود نہیں جانتا۔[4]

معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک علم غیب کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ذاتی اور عطائی اسی لیے مفسرین نے علمِ غیب کی نفی والی آیات سے نفی علمِ غیب ذاتی ہی مُراد لی ہے

آیت ۲: قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ[5]

کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مالک نہیں ہوں میں خود بخود اپنی ذات کے نفع

---

[1] شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۶۹۔ [2] حاشیہ جامع صغیر صفحہ ۶۹

[3] سورۃ النمل آیت ۶۵ پارہ ۲۰۔ [4] تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۰۲

[5] پ۹ الاعراف آیت ۱۸۸۔

Marfat.com

یا ضرر کا۔ مگر جو چیز کہ چاہے خدا تعالیٰ کہ تعلیم کرے مجھ کو۔ اور اگر ہوتا میں کہ جانتا میں غیب کو بے تعلیم خدا کے۔ البتہ زیادہ کرتا میں مال اور نفع سے لے[1]

یہی شاہ عبدالقادر صاحب سورۃ لقمان کی آخری آیت جسمیں علوم خمسہ کی مخلوق سے نفی کی گئی ہے اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

تحقیق بذات اللہ ہی کے نزدیک ہے قیامت کے وقت کا جاننا اور بھیجتا ہے مینہ جس وقت اور جس جگہ مقرر اور متعدد ہے اور بذات جانتا ہے جو کچھ ارحام میں ہے۔ بیٹا اور بیٹی۔ اور کوئی نفس بذات نہیں جانتا کہ کس جگہ مرے گا۔ اور کس وقت مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا ہے ان باتوں کا۔ خبردار اور واقف ہے غیب کا[2]

یہ تفسیر کہ علم غیب کی مخلوق سے نفی والی آیات نفی ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی) صرف شاہ عبدالقادر صاحب نے ہی نہیں کی بلکہ محدث ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔

محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔

هٰذِهٖ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ الَّتِیْ	(علوم خمسہ) علم غیب کی کنجیاں ہیں جنکا علم
اِسْتَأْثَرَ اللّٰهُ بِعِلْمِهَا	اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطہ خاص کیا ہے پس
فَلَا یَعْلَمُهَا اَحَدٌ	ان کو خود بخود کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ
اِلَّا بَعْدَ اِعْلَامِهٖ تَعَالٰی[3]	کے بتانے کے بعد جان سکتا ہے۔

محدث ابن کثیر نے بھی ثابت کر دیا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عطائی۔

اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم عطائی کی نفی کر دی جائے تو علم ذاتی خواہ مخواہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ انبیاء اللہ عالم تو ضرور ہیں لیکن کسی بھی فرد کو ذاتی علم ثابت کرنا صریح شرک و کفر ہے۔

ایمان والو! یاد رکھو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کا علم تو ضرور ہے جیسا کہ ہم تفاسیر سے ثابت کر آئے ہیں۔ اگر یہ علم عطائی نہیں تو ذاتی ثابت ہوگا جو کہ صریح کفر ہے

---

[1]: موضح القرآن صفحہ ۱۶۳   [2]: موضح القرآن صفحہ ۴۲۳

[3]: تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۳

Marfat.com

اگر ذاتی نہیں تو عطائی ثابت ہوگا۔ جو عین ایمان ہے۔
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ذاتی علم ماننا تو باتفاق اُمت کفر ہے لیکن وہابیہ کے نزدیک علم عطائی بھی کفر ہے۔

بقول وہابیہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے

عنایت اللہ گجراتی وہابی کا پیر بھائی ملاں نور محمد ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتا ہے "بیشک رسول اللہ صلعم کو عالم الغیب عطائی ماننا بھی کفر ہے"۔ [۱]
غلام اللہ پنڈی معترین اہل سنت پر بہتان باندھتا ہوا لکھتا ہے۔
"حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر"۔ [۲]
ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک قرآن کریم پر ایمان رکھنا کفر ہے کیونکہ قرآن کریم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عطائی علم غیب کا واضح طور پر اعلان فرما رہا ہے۔

علم غیب عطائی کے متعلق آیاتِ قرآنیہ

آیت ۱ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ [۳]

اور نہیں ہے خدا ایسا کہ تم کو خبردار کرے غیب کی بات پر لیکن خدا تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ (یعنی غیب پر خبردار کرنے کے لیے)۔ [۴]

آیت ۲ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الآیۃ) [۵]
خدا تعالیٰ چھپی باتوں کا اور چھپے کاموں کا جاننے والا ہے پھر واقف اور ظاہر

---

[۱]: صاعقۃ الرحمٰن صفحہ ۱۳۔ [۲]: تفسیر جواہر القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۲۔
[۳]: سورۂ آل عمران آیت ۱۷۹ پارہ ۴۔ [۴]: موضح القرآن صفحہ ۲۷۔
[۵]: سورۂ جن آیت ۲۶، ۲۷ پارہ ۲۹۔

Marfat.com

نہیں کرتا، اور اپنے چھپے کاموں کے کسی ایک کو بھی، مگر اسے جسے پسند کرے اور جس پیغمبر سے راضی اور خوش ہو، تو اسے خبر دیتا ہے غیب کی۔[1]

آیت ۳ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ[2] (الآیۃ) ترجمہ ہمارے تعلیم دینے کے آپ صاحب علم تھے۔

آیت ۴ سیدنا یوسف علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا[3] ترجمہ:۔ جب آپ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے انہیں حکومت اور علم عطا کیا قیدیوں کو خواب کی تعبیر دینے کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

آیت ۵ | ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ[4] یہ وہ ہے جو مجھے میرے رب نے تعلیم فرمائی ہے۔

آیت ۶ حضرت داؤد علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ[5] ہم نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا کی اور علم عطا کیا جو چاہا۔

آیت ۷ حضرت خضر علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[6]

ترجمہ:۔ ہم نے اسے اپنی طرف سے رحمت عطا کی اور اپنے غیبی خزانے سے علم عطا فرمایا۔

آیت ۸ حضرت لوط علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔[7]

ترجمہ:۔ لوط کو ہم نے دانائی اور علم عطا فرمایا۔

آیت ۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[1] :۔ موضح القرآن صفحہ ۶۰۱۔
[2] :۔ سورۂ یوسف آیت ۶۸ پارہ ۱۳۔
[3] :۔ سورۂ یوسف آیت ۲۲ پارہ ۱۲۔
[4] :۔ سورۂ یوسف آیت ۳۷ پارہ ۱۲۔
[5] :۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱ پارہ ۲۔
[6] :۔ کہف آیت ۶۵ پ ۱۶۔
[7] :۔ سورۃ الانبیاء آیت ۷۴۔ پارہ ۱۷۔

Marfat.com

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓی اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ؕ[1]

ترجمہ :۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورے زور پر آئے ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادتی علم کی دعا کرنے کو کہا گیا۔

رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا[2]

ترجمہ :۔ اے میرے پروردگار مجھے مزید علم عطا فرما۔

لہٰذا وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں سراسر جہالت ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۱۳

اعتراض | گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

وَذَکَرَ الْحَنَفِیَّةُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔[3]

ترجمہ :۔ حنفی فقہا نے صراحت کے ساتھ اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب رکھتے تھے کیونکہ یہ اعتقاد قرآن پاک سے ٹکرا رہا ہے[4]

جواب :۔ گجراتی وہابی نے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے میں یہودیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے کہ ماقبل کی عبارت نقل نہیں کی جس سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ علم عطائی ماننا کفر نہیں بلکہ علم غیب ذاتی ماننا کفر ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

مسامرہ کی اصل عبارت جو وہابی خائن نے نقل نہیں کی۔

---

[1] :۔ قصص آیت ۱۴ پ ۲۰۔ [2] :۔ سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۴ پارہ ۱۶۔

[3] :۔ شرح فقہ اکبر بحوالہ شجرۂ بدعات صفحہ ۲۷۔ [4] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۷۔

Marfat.com

فَلَا یَعْلَمُ النَّبِیُّ مِنْهَا اَیْ مِنَ الْمُغَیَّبَاتِ اِلَّا مَا اَعْلَمَهُ بِهٖ اَحْیَانًا [۱]

نبی اللہ کو مغیبات کا علم نہیں ہوتا، مگر جو اللہ تعالیٰ اسے بتاتا ہے۔

شرح فقہ اکبر علی قاری کی عبارت جو وہابی کی خیانت کی بھینٹ چڑھ گئی۔

ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمْ یَعْلَمُوا الْمُغَیَّبَاتِ مِنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللّٰهُ اَحْیَانًا [۲]

ترجمہ:- پھر تو جان لے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب اشیاء کو نہیں جانتے مگر جن کا اللہ تعالیٰ انہیں علم عطا فرمائے۔

مسامرہ شریف اور شرح فقہ اکبر شریف کی عبارت سے پتہ چلا کہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطائی علمِ غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ قرآن و سنت کے مطابق ہے عالمِ مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ [۳]

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

گجراتی وہابی کا دجل وفریب ۱۴

اعتراض گجراتی وہابی نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ علمِ غیب کی صفت خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے [۴]

جواب میں کہتا ہوں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم اسی شخص کا ہے جو علمِ غیب ذاتی کا اعتقاد رکھتا ہے کیونکہ علم غیب عطائی تو آپ اولیاء کو بھی مانتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان

۱:- مسامرہ صفحہ ۲۲۵ — ۲:- شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱

۳:- مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ — ۴:- مراۃ الحقیقہ بحوالہ الشجرہ بدعات صفحہ ۲۵

Marfat.com

اِذَا طَلَبْتَ اللّٰہَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاكَ مِرْاٰۃً تُبْصِرُ فِیْھَا کُلَّ شَیْئٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؎۱

جب تو صدق کے ساتھ اللہ کا طالب ہوگا وہ تجھے ایک آئینہ عطا کریگا جس میں تو دنیا اور آخرت کے کل عجائبات کو دیکھے گا۔

لیجئے جناب وہابی صاحب عطائی علم کلی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ولی صادق کے لیے ثابت کر دیا۔

بحرالرائق کی پوری عبارت اور گجراتی وہابی صاحب کی یہودیت یعنی دجل وفریب ۱۵

اعتراض گجراتی وہابی نے بحرالرائق کی عبارت میں خیانت کر کے نجومیوں اور رملیوں کا حکم انبیاء علیہم السلام پر جڑ دیا لکھتا ہے:

اِنَّ ادِّعَاءَ ظَنِّ الْغَیْبِ حَرَامٌ وَلَیْسَ بِکُفْرٍ بِخِلَافِ اَنَّ اِدِّعَاءَ عِلْمِ الْغَیْبِ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ۔

ترجمہ:۔ یعنی اگر کوئی شخص ظن الغیب کا دعویٰ کرے تو یہ حرام ہوگا، اور کفر نہیں ہوگا۔ اگر علم الغیب کا دعویدار ہو تو پکا کافر ہے ؎۲

جواب بحرالرائق کی اصل عبارت یہ ہے:۔

ذَکَرَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمُسْلِمِ اَنَّ ظَنَّ الْغَیْبِ جَائِزٌ کَظَنِّ الْمُنَجِّمِ وَالرَّمَّالِ بِوُقُوْعِ شَیْئٍ فِی الْمُسْتَقْبِلِ بِتَجْرِبَۃِ اَمْرٍ عَادِیٍّ فَھُوَ ظَنٌّ صَادِقٌ اَلْمَمْنُوْعُ ھُوَ ادِّعَاءُ عِلْمِ الْغَیْبِ وَالظَّاھِرُ اِنَّ اِدِّعَاءَ ظَنِّ الْغَیْبِ حَرَامٌ وَّلَیْسَ بِکُفْرٍ بِخِلَافِ ادِّعَاءِ عِلْمِ الْغَیْبِ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ۔ ؎۳

ترجمہ:۔ شرح مسلم میں علامہ قرطبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ غیب کا ظن کر لینا بیشک جائز ہے جیسا کہ نجومی اور رملی اپنے تجربہ کی بناء پر آئندہ ہونے والی بات کا گمان کر لیتا ہے۔ پس یہ

؎۱:۔ غنیۃ الطالبین عربی آخری سطر مترجم فارسی صفحہ ۹۵ ؎۲:۔ بحرالرائق بحوالہ تحریر بدعات صفحہ ۲۱۔

؎۳:۔ بحرالرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۔

Marfat.com

گمان صادق ہے ممنوع تو علم غیب کا دعوی ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ (نجومی وغیرہ کے لیے گمان غیب تو جائز ہے مگر اپنے) گمان غیب کا دعوی (اس کے لیے) حرام ہے کفر نہیں بخلاف اس کے (کہ کوئی نجومی رملی وغیرہ) علم غیب جاننے کا دعوی کرے یہ کفر ہے۔

اے ایمان والو! یہ ہے ان وہابیوں کی بددیانتی کہاں۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور کہاں نجومی وغیرہ کا دعوی علم غیب۔ جس کے کفر ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں۔

وہابی کا فتاوی قاضی خاں سے استدلال

گجراتی وہابی نے فتوی قاضی خاں کی ایک عبارت سے بھی استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔ فتاوی قاضی خان میں ہے اگر کوئی شخص نکاح کرے اور اللہ و رسول کو گواہ بنا دے تو اس کا نکاح باطل ہے اور وہ کافر ہے آگے فرماتے ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا اعتقاد رکھا۔ اور وہ جو زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے موت کے بعد کس طرح جان سکتے ہیں۔[1]

فتاوی قاضی خان کی پوری عبارت یہ ہے

رَجُلٌ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً بِغَیْرِ شُھُوْدٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَۃُ خدا ئرا و پیغامبر را گواہ کردیم قَالُوْا یَکُوْنُ کُفْرًا لِاَنَّہٗ اِعْتَقَدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ وَھُوَ مَا کَانَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ حِیْنَ کَانَ فِی الْاَحْیَاءِ فَکَیْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ۔[2]

ترجمہ:۔ مرد نے عورت کے ساتھ بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ مرد اور عورت نے کہا خدا اور پیغمبر کو ہم گواہ کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کفر ہے کیونکہ اسکا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۷۹ ۔ [2] :۔ قاضی خان بحاشیہ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۵۷۶

Marfat.com

غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دنیاوی زندگی میں غیب نہ جانتے تھے بعد وفات کسطرح جان سکتے ہیں۔

اسکے جواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اِنَّہٗ لَا یُکْفَرُ لِاَنَّ الْاَشْیَاءَ تُعْرَضُ عَلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ الرُّسُلَ یَعْرِفُوْنَ بَعْضَ الْغَیْبِ قَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ بَلْ ذَکَرُوْا فِیْ کُتُبِ الْعَقَائِدِ اَنَّ مِنْ جُمْلَۃِ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ الْاِطِّلَاعَ عَلٰی بَعْضِ الْمُغَیَّبَاتِ۔[1]

ترجمہ:۔ بیشک اس مرد کی تکفیر نہ کی جائے۔ کیونکہ اشیاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، اور بیشک رُسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بعض غیب جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ عالم الغیب پس اپنے غیب پر رسُولوں کے سوا کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ بلکہ علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ کہ اولیاء کی کرامات میں سے بعض مغیبات پر اطلاع پانا بھی ہے۔

نوٹ:۔ یہی جواب طحطاوی حاشیہ درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲ پر اور فتاوی مجمع الانہر جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ پر بھی ہے۔ اب ہم آخر میں اہلِ اسلام کا علم غیب کے متعلق عقیدہ تحریر کرتے ہیں۔

عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں

اَلَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ الَّتِیْ تَحْصُلُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔[2]

ترجمہ:۔ جس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا سے انتقال نہیں فرمایا، یہاں تک اللہ تعالیٰ نے کل مغیبات جو بھی دنیا اور آخرت

[1] :۔ فتاوی شامی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ ۔ [2] :۔ صاوی شریف جلد ۲ صفحہ ۹۰ ۔

Marfat.com

میں ظہور پذیر ہونے والے ہیں کا آپ کو علم عطا فرما دیا۔

شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اربعین نووی کی شرح فتح المبین حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے محشی علامہ حسن مدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْحَقُّ کَمَا قَالَہٗ جَمْعٌ اَنَّ اللہَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی لَمْ یَقْبِضْ نَبِیَّنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حَتّٰی اَطْلَعَہٗ عَلٰی کُلِّ مَا اَبْہَمَہٗ عَنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ اَمَرَہٗ بِکَتْمِ بَعْضٍ وَالْاِعْلَامِ بِبَعْضٍ ۔[1]

ترجمہ: ۔ حق بات یہی ہے جو کہ جم غفیر علماء نے فرمائی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا، جو بھی آپ سے پوشیدہ تھیں۔ ہاں مگر ان میں سے بعض کو چھپانے کا حکم دیا، اور بعض کے ظاہر فرمانے کا۔

مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۱۶

اعتراض گجراتی وہابی صاحب مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق سے آپ کا قول نقل کرتا ہے کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق)[2]

اس مذکورہ عبارت کو غلط ثابت کرنے کے لیے وہابی صاحب نے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ ۔ (مجادلہ)

---

[1] : حاشیہ فتح المبین صفحہ ۶۳ ۔ [2] : شجرہ بدعات صفحہ ۳۰ ۔

Marfat.com

تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چوتھا خدا ہوتا ہے اور پانچ کا مشورہ نہیں ہوتا۔ کہ چھٹا خدا ہوتا ہے نہ اس سے کم کا نہ اس سے زیادہ کا مگر وہ خدا ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالے لے بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ سلہ

جواب میں کہتا ہوں کہ اگر وہابی جی کو شعور ہوتا تو یہ صفحہ ۳۰ خواہ مخواہ سیاہ نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید سے وہابی صاحب نے جو ثابت کیا ہے (کہ خدا بلحاظ علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے) اس بات کے جناب مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کب منکر ہیں وہ خود لکھتے ہیں۔ "اللہ کا علم اور اس کی قدرۃ عالم کو گھیرے ہوئے ہے"۔ سلہ

مفتی صاحب مرحوم نے اگر انکار کیا ہے تو صرف ذات خدا تعالیٰ کا کسی جگہ میں موجود ہونے کا کیا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے بلند و برتر اور پاک ہے۔

مفتی صاحب مرحوم نے جو فرمایا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں یہ بالکل درست ہے۔

کیونکہ حاضر یعنی موجود ہونے کے لیے عدم موجودگی لازم ہے اور اللہ تعالے واجب الوجود ذات ہے۔ جس کے لیے غیر حاضری یعنی عدم موجودگی ماننا کفر صریح ہے۔

حاضری کا مفہوم سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ ہر پڑھا لکھا انسان جانتا ہے کہ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا تو سکول لگنے کے بعد جب استاد حاضری پکارتا تھا تو ہر طالب علم یہ ہی جواب دیتا تھا (حاضر جناب) جناب میں جماعت میں آگیا ہوں۔ یہ جواب صاف صاف بتاتا ہے کہ وہ طالب علم پہلے کلاس میں حاضر نہ تھا، بلکہ اب گھر سے آ حاضر ہوا ہے۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ سے ناظر کی نفی کرنا تو از روئے لغت یہ بھی بالکل درست ہے۔ کیونکہ ناظر وہ ہوتا ہے، جو آنکھ کی کالی پتلی سے دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان پتلیوں سے بھی پاک و مبرا ہے۔ ثابت ہوا کہ حاضر و ناظر اللہ تعالے لے کی صفت نہیں بلکہ اس کی صفت تو موجود و بصیر ہے۔

سلہ: شجرہ بدعات صفحہ ۳۰۔ سلہ: جاء الحق صفحہ ۱۵۰ سطر ۴۔

Marfat.com

گجراتی وہابی کا بزعم خویش قرآن سے استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں

اعتراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے پر گجراتی وہابی نے مندرجہ ذیل چار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ اور تو نہ تھا مدین والوں میں۔

آیت ۲ ذَالِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ

ترجمہ:- یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے اپنے ایک کام پر اتفاق کر لیا۔

آیت ۳ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔

ترجمہ:- اور تو نہ تھا طور کے مغربی کنارے پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ تھا تو دیکھتا۔

آیت ۴ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ۔

ترجمہ:- اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پالے مریم کو۔ اور نہ تھا تو ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔ [۱]

جواب:- یہ چار آیات ہیں جن سے تمام امت وہابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی پر استدلال کرتی ہے۔

گجراتی وہابی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت

اس استدلال کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم گجراتی وہابی صاحب نے ترجمہ میں جو خیانت کی اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔

---

[۱]:- شجرہ بدعات صفحہ ۳۰-۳۱۔

Marfat.com

آیت ۳ کا آخری جملہ (مَاکُنْتَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ کا ترجمہ اور نہ تو دیکھتا تھا لفظی نہیں ہے بلکہ لازمی معنی کیا ہے لفظی معنی تو صرف یہ ہے اور نہ تھا تو وہاں حاضر۔ اگر وہابی شاہد کا معنی حاضر کر دیتا تو وہابیت کی ساری عمارت ہی تباہ ہو جاتی۔

شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

(مَاکُنْتَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ) مِنَ الْحَاضِرِیْنَ ھُنَاكَ) نہ تھے آپ اس جگہ حاضروں میں۔ [1]

شاہد کا ترجمہ از شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :۔

مَاکُنْتَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ ترجمہ ۔ نہ بودے تو از حاضراں۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ ولی اللہ دہلوی :۔

مَاکُنْتَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ ترجمہ نہ بودے تو از حاضراں۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ رفیع الدین دہلوی :۔

مَاکُنْتَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ۔ ترجمہ :۔ اور نہ تھا تو حاضروں سے۔

حاضر و ناظر کی نفیس بحث

معلوم ہوا کہ لفظ شاہد کا معنی لفظی حاضر ہی ہے اور ناظر ہونا حاضر ہونے کو لازم ہے۔ گویا دیکھنا اور حاضر ہونا دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لیے نابینا خواہ موقع پر موجود ہی کیوں نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے کیونکہ گواہی کے لیے حاضر اور ناظر ہونا ضروری ہے نابینا حاضر تو ہے لیکن ناظر نہیں لہٰذا شہادۃ نہیں دے سکتا۔

جو لوگ شاہد کا معنی گواہ کرتے ہیں وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ شہادۃ یعنی گواہی کی حقیقت صرف یہ ہے۔

---

[1] :۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۴۲ ۔

Marfat.com

اَلشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ [1]

ترجمہ: گواہی کا معنی ہے حاضر ہونا اور مشاہدہ کرنا۔ یہ مشاہدہ خواہ چشم بصر سے ہو یا چشم بصیرۃ سے۔

لہٰذا جن آیات سے استدلال کیا گیا ہے ان میں جسمانی طور پر موجودگی اور چشم بصر سے دیکھنے کی نفی ہے روحانی طور پر حاضری اور چشم بصیرت سے دیکھنے کی نفی نہیں۔

اہلِ سنت وجماعت کی مایۂ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔

(مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ) هٰذَا بِالنَّظْرِ لِلْعَالَمِ الْجُسْمَانِيِّ لِاِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَى الْخَصْمِ وَ اَمَّا بِالنَّظْرِ لِلْعَالَمِ الرُّوْحَانِيِّ فَهُوَ حَاضِرٌ رِسَالَةَ كُلِّ رَسُوْلٍ وَمَا وَقَعَ لَهٗ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰى اَنْ ظَهَرَ بِجِسْمِهِ الشَّرِيْفِ [2]

ترجمہ: جانب طور پر ہونے کی نفی عالم جسمانی کے پیش نظر ہے تاکہ مخالف پر حجت قائم ہو سکے۔ وگرنہ تو عالمِ روحانی کے اعتبار سے آپ ہر رسول کی رسالت اور جو کچھ اس کے ساتھ واقعات ہوئے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے جسمانی ظہور تک سب پر حاضر و ناظر ہیں۔

عقیدہ حاضر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ حاضر و ناظر پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادۃ۔ آپ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیاۃ بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر [3]

---

[1] :۔ مفردات امام راغب صفحہ ۲۶۹۔ [2] :۔ صاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔

[3] :۔ مکتوبات شاہ عبدالحق محدث دہلوی بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۱۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ باوجود علماء امت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت کے۔ کسی ایک کو بھی اس بات میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً زندہ دائم و باقی ہیں اور اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اس بات میں مجاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا وہم۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ امت میں اتفاقیہ ہے۔

عقیدۂ حاضر و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا ہے اور آپ کے فرمان سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ساڑھے دس سو سال تک حاضر و ناظر کا عقیدہ بلا مخالفت چلا آیا ہے ۱۱۱۵ھ میں وہابیت نے جنم لیا ہے یعنی ابن عبدالوہاب پیدا ہوا۔ اور ۱۲۸۳ھ میں دیوبند میں وہابیوں کی درسگاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر یہ وہابی مسئلہ حاضر و ناظر کے منکر ہوئے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار تقریباً ۱۲۰ سال سے شروع ہوا ہے۔ پہلے کے تمام اہل ایمان اسی عقیدہ پر رہتے۔

نوٹ مسئلہ حاضر و ناظر پر سیر حاصل بحث اور منکرین کے اعتراضات کا مسکت جواب ہماری کتاب "تنویر الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

گجراتی وہابی کی حماقت

لکھتا ہے:

فرقہ بریلویہ کے اعلٰحضرت رح کے ملفوظات حصہ دوم میں ہے۔

سیدی احمد سلجماسی کی دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغ نے فرمایا۔ کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی۔ یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی، سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ [1]

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۲۱۔

Marfat.com

اس کے بعد وہابی صاحب لکھتے ہیں۔

اعتراض آخر میں اعلیٰ حضرت اجتہاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں، معلوم ہوا شیخ کسی وقت بھی اپنے مرید سے جدا نہیں ہوتا، ہر آن ساتھ ہوتا ہے۔[1]

اس کے بعد وہابی صاحب علیہ ما علیہ فرماتے ہیں۔

بعض جاہل مولوی اور پیر مریدوں اور عوام سے پیسے بٹورنے کے لیے یہ کہتے ہیں۔ جمعرات کو روحیں آتی ہیں، اس روز حلوا پکانا چاہیئے، وہ اس سے خوش ہوتی ہیں۔ اور اسی طرح دیگر خرافات ان کو سنا کر جمعراتیں، دسویں، چالیسویں وغیرہ کھاتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی کا مستند فیصلہ ہے۔

قَالَ عُلَمَاءُنَا مَنْ قَالَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یُکْفَرُ۔ (فتاوی بزازیہ)

یعنی ہمارے علماء نے فرمایا، جو شخص کہے بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہوتی ہیں، تو وہ کافر ہے۔[2]

جواب:۔ احمد سلجماسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم الشان کتاب الابریز عربی ص ۲۱ پر موجود ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ "شیخ کسی وقت بھی مرید سے جدا نہیں ہوتا" یہ کوئی ان ہونی بات نہیں بلکہ اس گجراتی وہابی کے دادا مرشد رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے

وہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست۔ پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست۔[3]

---

[1]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۱، ۳۲ تا ۳۳ [2]: شجرہ بدعات ص ۳۲۔

[3]:۔ امداد السلوک صفحہ ۹۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ مرید یہ بات بھی یقین کے ساتھ جان لے کہ روحِ شیخ ایک مکان میں پابند نہیں پس جہاں کہیں بھی مرید ہو دور یا نزدیک اگرچہ ذاتِ شیخ سے وہ دور ہے۔ لیکن شیخ کی روحانیت سے دور نہیں۔

وہابیوں کے گرو کی عبارت سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ مشائخ کاملین کی ارواح اپنے مریدوں کے پاس ہر وقت حاضر و ناظر ہوتیں ہیں۔

باقی رہا مشائخ کی ارواح کے متعلق عقیدہ کہ وہ حاضر اور سب کچھ جانتی ہیں۔ سو یہ اسی وقت ہی کفر ہوگا۔ جب حضور اور علم دونوں کو ذاتی مانا جائے۔ ورنہ کفر نہیں۔

مسئلہ بشریتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

سوادِ اعظم اہل سنت کثرہم اللہ تعالٰی کا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں لیکن بے مثل، ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان سمجھے وہ کافر ہے البتہ آپ کو اپنے جیسا انسان سمجھنا یقیناً بے ادبی اور گستاخی ہے۔

اُمت وھابیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں۔ ان کے والدین تھے۔ انہوں نے نکاح کیے۔ اُن کے اولاد ہوئی۔ وہ کھاتے تھے۔ پیتے تھے۔ سوتے تھے جاگتے تھے لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل نوری انسان تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ اُمت کی تعلیم کے لیے کیا۔ ہماری انسانیت کو آپ کی انسانیت سے کوئی بھی نسبت نہیں۔

دلائل بے مثلیتِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اوّل:۔ ابو اسحاق کہتے ہیں، ہمدان قبیلے کی عورت نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے، میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعریف تو بیان کر عورت نے کہا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند ہیں میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی

Marfat.com

نہیں دیکھا۔ [۱]

دوم :۔ علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

سوم :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپ کی مثل نہ دیکھا۔ [۲]

چہارم :۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں لا یُریٰ مثلہ ابداً کبھی بھی آپ کی مثل نہ دیکھا گیا

پنجم :۔ امام ابن ابی حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فما رأیت قبلہ ولا بعدہٗ مثلہٗ میں نے آپ کے مثل کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں۔ [۳]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ششم :۔ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ۔ لَمْ یَکُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ عَلٰی ضَوْءِ السِّرَاجِ [۴]

ترجمہ :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور جب کبھی آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے۔ آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی۔ اور جب بھی کبھی آپ کسی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔

ہفتم :۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح الجامع الصغیر میں فرماتے ہیں۔

اِنَّہٗ کَانَ یُبْصِرُ مِنْ خَلْفِہٖ لِاَنَّہٗ کَانَ یَرٰی مِنْ کُلِّ جِھَۃٍ مِنْ حَیْثُ

---

[۱] :۔ خصائص کبریٰ عربی مطبوعہ حیدر آباد جلد ۱ صفحہ ۶۲ [۲] :۔ خصائص کبریٰ عربی جلد ۱ صفحہ ۷۳

[۳] :۔ خصائص کبریٰ عربی ۱ صفحہ ۷۴ [۴] :۔ کتاب الوفا جز ۲ صفحہ ۴۰۷

Marfat.com

كَانَ نُوْرًا كُلُّهٗ وَبِهٰذَا كَانَ لَا ظِلَّ لَهٗ ۔ ؎۱

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے۔ اس لیے کہ آپ ہر طرف یکساں دیکھتے تھے، کیونکہ آپ سراپا نور ہیں اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

ہمارا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے مثل بے سایہ نوری انسان ہونے کا عقیدہ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

(۱) کتاب الشفاء جلد ا صفحہ ۳۶۸ (۲) نسیم الریاض شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۲۸۲۔

(۳) شرح شفاء للقاری مکی رحمۃ اللہ علیہ جلد ا صفحہ ۵۳ (۴) نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۸۱۔

(۵) خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۸ (۶) المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۲۸۰۔

(۷) زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲ (۸) سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲۔

(۹) سیرۃ محمدیہ زینی دحلان مفتی مکہ برحاشیہ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۵۔

(۱۰) اسعاف الراغبین برحاشیہ مشارق الانوار صفحہ ۵۵۔

(۱۱) نور الابصار صفحہ ۳۲ (۱۲) تفسیر مدارک مطبوعہ لاہور جلد ۳ صفحہ ۳۲۹۔

(۱۳) مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ (۱۴) کشف الغمہ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔

(۱۵) نعمۃ کبریٰ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۶۔ (۱۶) لغات الحدیث "کتاب نون" جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ کالم ۱ سطر ۳ تا ۳، مؤلفہ وحید الزمان غیر مقلد۔

چیلنج

اگر کوئی وہابی یہ ثابت کر دے کہ مع صحابہ اکابرین امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا ہو۔ ایک حوالہ پر ایک صد روپیہ انعام دیا جائے گا

باقی جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود کو مثل لوگوں کے بشر کہتے رہے ہیں سو یہ از روئے تواضع تھا نہ کہ از روئے حقیقت۔

؎۱:۔ فیض القدیر جلد ا صفحہ ۱۷۳۔

Marfat.com

بشریت مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

مذکورہ بالا مسئلہ بشریت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔

حضور جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت نہ دارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلی مخلوق گشتہ است ماقال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ [1]

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دیگر تمام انسانوں کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ جہان کے کسی فرد کو آپ سے کوئی مناسبت نہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

پر واں بھچروی ٹولہ باوجود نقشبندی مجددی کہلانے کے مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے عقائد کی مخالفت کرتا ہے۔

مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی دجل وفریب ۱۷

گجراتی وہابی نے میلاد شریف کی ممانعت اور عدم جواز پر سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت دکھائی ہے لکھتا ہے۔

مخدوما بخاطر فقیر مے رسد کہ تا سد ایں باب مطلق نہ کنند بوالہوس ممنوع نمے گردند۔ یعنی یہ سلسلہ بالکل ہی ختم ہونا چاہیئے [2]

گجراتی وہابی نے اول تو مجدد پاک کا فرمان پورا نقل ہی نہیں کیا اور جتنا نقل کیا ہے اسکا ترجمہ بھی پورا نہیں کیا۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

---

[1]:۔ مکتوبات دفتر سوم حصہ دوم مکتوب صدم صفحہ ۷۵۔ [2]:۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

Marfat.com

میرے مخدوم فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے جب تک اس دروازے کو پوری طرح بند نہ کریں گے۔ بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔
میلاد شریف کے متعلق مجدد پاک رضی اللہ عنہ کا پورا مکتوب پڑھنے کے بعد مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بوالہوس لوگ کون ہیں۔

حضور جناب مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل مکتوب

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مکتوب یہ ہے فرماتے ہیں۔
اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حرفوں کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقامات نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریقے کے مطابق آواز بنانا۔ اور اس کے مطابق تالیاں بجانا جو شعر میں بھی جائز نہیں۔ اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو، اور قصیدے پڑھنے میں شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر (میلاد خوانی میں) کونسی رکاوٹ ہے[1]
ثابت ہوا۔ کہ بوالہوسی یعنی نعت خوانی میں موسیقی کے ضابطوں کی پابندی۔ حروف قرآنی کی تحریف اور ساتھ ساتھ تالیاں بجانا ختم کرنا۔ مجدد رضی اللہ عنہ کا مقصود ہے نہ کہ محفل میلاد شریف آپ کے نزدیک ناجائز و حرام ہے جیسا کہ اُمت وہابیہ کا گمان باطل ہے۔
ایمان والو۔ مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب کو بار بار پڑھو اور گجراتی خائن کی داد دو۔ فقیر کو تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ غلام اللہ پنڈوی، سرفراز گکھڑوی، عنایت اللہ گجراتی یہ تینوں خائنین کے گرو ہیں۔

مسئلہ ذکر بالجہر اور فتاویٰ خیریہ کی عبارت میں خیانت
یعنی دجل و فریب ۱۸

---

[1] ۔ مکتوبات جلد ۳۔ مکتوب ۷۲۔

Marfat.com

اعتراض وہابی لکھتا ہے۔

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ بِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِمَنْ رَفَعَ صَوْتَہٗ اِنَّکُمْ لَیْسَ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔

ترجمہ:۔ اونچی آواز سے ذکر کرنا فرمانِ نبوی کے مطابق حرام ہے [1]

جواب:۔ یہاں پر وہابی نے جو عبارت فتاویٰ خیریہ سے نقل کی ہے یہ قول صاحب فتاویٰ کا نہیں بلکہ بطور اعتراض اس کو ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہو اصل عبارت۔

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فَاِنْ قُلْتَ صَرَّحَ فِی الْخَانِیَۃِ بِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَنْ رَفَعَ صَوْتَہٗ بِالذِّکْرِ اِنَّکَ لَا تَدْعُوْا اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔ وَقَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ لِاَنَّہُ اَبْعَدُ مِنَ الرِّیَاءِ وَاَقْرَبُ اِلَی الْخُشُوْعِ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْجَھْرِ الْفَاحِشِ الْمُضِرِّ [2]

ترجمہ:۔ پس اگر تو کہے کہ فتاویٰ خانیہ میں تصریح ہے کہ بلند آواز سے ذکر حرام ہے بوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے جو آپ نے بلند آواز سے ذکر کرنے والے کو کہا کہ تو کوئی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا ذکر خفی بہتر ہے کیونکہ وہ ریا سے دور اور خضوع کے قریب تر ہے۔ اس سے وہ ذکر جہر مراد ہے جو از حد بلند آواز سے اور تکلیف دینے والا ہو۔

علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ فقہا کی عبارتوں میں جس ذکر بالجہر کو حرام یا ممنوع کیا گیا ہے وہ ایسا ذکر ہے جو گلا پھاڑ پھاڑ کر کیا جائے۔ ایسا ذکر بیشک تکلیف دہ بھی ہے۔

ازروئے فتاویٰ خیریہ ذکر بالجہر جائز ہے

فتاویٰ خیریہ میں۔ اسی مقام پر ہے۔

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ ۔ [2] :۔ فتاویٰ خیریہ بہامش حامدیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ ۔

Marfat.com

اَمَّا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ فَجَائِزٌ۔ بلند آواز سے ذکر بالکل جائز ہے۔ [1]

یہی صاحب فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِرَافِعِیْ اَصْوَاتِهِمْ بِالتَّكْبِيْرِ اِرْفَقُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اَنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا يَحْتَمِلُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِی الرَّفْعِ مَصْلِحَةٌ۔ [2]

ترجمہ: اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آوازوں سے تکبیر کہنے والوں کو فرمایا اپنے نفسوں پر نرمی کرو، تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ اس فرمان میں یہ احتمال ہے کہ اس وقت آوازیں بلند کرنے میں کوئی مصلحت نہ تھی۔

ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ

وہابی لکھتا ہے کہ علی قاری لکھتے ہیں۔

قَدْ نَصَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّكْرِ حَرَامٌ۔

ترجمہ: یعنی ہمارے بعض علماء نے تصریح کے ساتھ یہ حکم بیان کیا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو حرام ہے۔ [3]

میں کہتا ہوں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ ہمارے بعض علماء نے کہا ہے "سو یہ ذکر بالجہر کی ممانعت کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ جمہور علماء اس بعض کے خلاف ہیں بعض کا قول وہاں معتبر ہوتا ہے، جہاں جمہور کے خلاف نہ ہو۔

۲:۔ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ذکر بالجہر کی حرمت کے خلاف ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص۱۱۲ پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وتروں کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے۔ دو مرتبہ آہستہ اور تیسری مرتبہ یرفع صوتہ

---

[1] :۔ فتاویٰ خیریہ برحاشیہ حامدیہ جلد۲ صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۱۔ [2] :۔ خیریہ جلد۲ صفحہ ۲۸۲۔

[3] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵۔

Marfat.com

اپنی آواز بلند فرماتے۔ اس حدیث شریف کی شرح میں علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِ الذِّكْرِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بَلْ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ .... وَبَعْضُ الْمَشَائِخِ يَخْتَارُ اِخْفَاءُ الذِّكْرِ لِاَنَّهُ اَبْعَدُ مِنَ الرِّيَاءِ وَهٰذَا مُتَعَلِّقٌ بِالنِّيَّةِ[1]

ترجمہ: (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرمانا) اس بات کی دلیل ہے کہ بلند آواز سے ذکر جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بعض مشائخ نے اخفاءِ ذکر کو پسند کیا ہے کیونکہ یہ ریا سے دور ہے۔ لیکن اس کا تعلق نیت سے ہے۔

گجراتی وہابی، کبیری شرح منیۃ المصلی کے حوالے سے لکھتا ہے

وَلِاَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِذِكْرٍ بِدْعَةٌ مُخَالِفُ الْاَمْرِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً۔[2]

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے خدا تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف ہے۔

کبیری شرح منیہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب نمبر ۱۹

کبیری کی عبارت نقل کرنے میں گجراتی وہابی نے پوری پوری یہودیت دکھائی ہے۔

کبیری میں حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین میں اس بات میں اختلاف ہے کہ عید الفطر کے روز نمازی تکبیرات بلند آواز سے کہیں یا آہستہ۔ صاحبین بلند آواز سے کہنے کے قائل ہیں اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخفاء کے قائل ہیں۔ علامہ حلبی مرحوم نے فریقین کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ولابی حنیفۃ ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ مخالف الامر فی قولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیۃ۔ الخ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رفع الصوت بالذکر کو مذکورہ آیت

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ پاکستان جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ ۔ [2] کبیری صـ ۵۶۶ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ ۔

Marfat.com

کے خلاف سمجھتے ہوئے طریقہ جدیدہ قرار دیتے ہیں. آخر میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فیصلہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْخِلَافُ فِیْ اِسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ وَعَدَمِهٖ لَا فِیْ کَرَاهَتِهٖ وَعَدَمِهَا فَعِنْدَهُمَا یُسْتَحَبُّ الْجَهْرُ وَعِنْدَهٗ الْاِخْفَاءُ اَفْضَلُ ۔[1]

ترجمہ:- جو بات مناسب ہے وہ یہ ہے کہ فریقین میں اختلاف ذکر بالجہر کے مستحب اور غیر مستحب ہونے میں ہے نہ کہ مکروہ یا عدم مکروہ میں. پس صاحبین کے نزدیک ذکر بالجہر مستحب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اخفاء بہتر ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ

علامہ شامی نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے فرماتے ہیں۔

وَالْخِلَافُ فِی الْاَفْضَلِیَّةِ اَمَّا الْکَرَاهَةُ فَمُنْتَفِیَةٌ عَنِ الطَّرَفَیْنِ ۔[2]

ترجمہ:- صاحبین اور امام اعظم ذکر بالجہر اور اخفاء کی افضلیت میں مختلف ہیں اور کراہت کا طرفین سے کوئی بھی قائل نہیں۔

ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد پاک رضی اللہ عنہ سرہندی کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب ۲۰

گمراہ وہابی لکھتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند

ذکر بالجہر کو بدعت جانتے ہوئے اس سے منع فرمایا۔[3]

مکتوبات کی عبارت نقل کرنے میں خوب دجل سے کام لیا ہے پوری عبارت ملاحظہ ہو۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آں فرمودہ اند و ثمرات کہ بر آں مرتب شود التفات بآں نمودہ۔[4]

ترجمہ:- ذکر جہر کو طریقہ جدیدہ سمجھتے ہوئے اس سے منع فرمایا اور ذکر جہر کے تمام فائدوں کو

۱:- کبیری صفحہ ۶۱۲ مطبوعہ لاہور ۱۲۸۳ھ ۔ ۲:- فتاویٰ شامی جلد ا صفحہ ۵۸۲ ۔

۳:- شجرہ بدعات صفحہ ۳۶ ۔ ۴:- مکتوبات تقطیع کلاں جلد اول مکتوب ۲۶۶ صفحہ ۱۶۸

Marfat.com

نظر انداز کر دیا۔

معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ذکر جہر اگرچہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے کیونکہ بدعت ضلالہ سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل جو ذکر جہر کرتے ہیں، وہ ذکر جہر پر مرتب ہونے والے تمام ثمرات سے محظوظ ہوتے ہیں۔

مسئلہ صلاۃ وسلام بر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور دجل وفریب ۲۱

گجراتی وہابی لکھتا ہے۔

اعتراض حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مؤذن تھے۔ کہیں ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ پڑھا ہو، نہ ہی خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ رسم تھی۔ بلکہ بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ درود تو حال ہی میں ایجاد ہوا ہے بعض پرانے لوگ تو کہتے ہیں کہ ہمارے بچپن کے زمانے میں درود ہرگز موجود نہ تھا۔[1]

جواب:۔ صلاۃ وسلام کے متعلق تمام اُمتِ وہابیہ کی زبان پر یہی باتیں ہیں۔

اس گجراتی وہابی سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

۱:۔ کیا عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم ہے؟

۲:۔ کیا کسی کام کا کارِ خیر ہونے کے لیے اس کا معمول بہ ہونا شرط ہے؟

۳:۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کسی زمان ومکان یا ہیئت کی پابندی ہے؟

- عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم کبھی نہیں۔
- کسی کام کا کارِ خیر ہونے کے لیے معمول بہ ہونا شرط بھی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے زمان ومکان کی پابندی بھی نہیں۔ جب یہ سب کچھ نہیں تو وہابیوں کی ٹیں ٹیں چہ معنی دارد۔

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۶۔

Marfat.com

باقی رہا وہابیوں کے بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے سو یہ وہابیوں کے وڈیروں کی جہالت ہے۔

الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے

صاحب تفسیر روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح میں تحریر کیا ہے۔

الصلاۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ۔

الصلاۃ والسّلام علیک یا حبیب اللہ۔

الصلاۃ والسّلام علیک یا خلیل اللہ[1]

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء صفاتیہ کا ذکر کیا ہے۔

وہابی صاحب تمہارے بزرگوں کا تو ابھی تخم بھی نہ تھا جب اسی مرد کامل رضی اللہ عنہ نے یہ درود شریف لکھا تھا۔ دیوبندی وہابیوں کا مدرسہ قائم ہونے سے تقریباً ۱۵۰ سال قبل یہ درود شریف پڑھا گیا۔

لو وہابیو! تمہارے ہی گھر سے یہ درود شریف الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ نکال کر دکھا دیتے ہیں تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ لکھتے ہیں۔

الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے قلم سے

عشاء کی نماز کے بعد کامل طہارت کے ساتھ نیا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر نہایت ادب سے

---

[1] تفسیر روح البیان ج ۳ صفحہ ۲۳۵۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اور جناب الٰہی میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خطروں سے خالی کر کے آنحضرت کی صورت کا اس طرح خیال کرے۔ گویا آپ بہت سفید کپڑے پہنے سبز عمامہ باندھے ہوئے کرسی پر بیٹھے ہیں اور چہرہ مبارک آپ کا چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی خوب ضربیں لگائے۔[۱] الی آخرہ۔

تف ہے ان وہابیوں پر جو صلوٰۃ وسلام کو آج کل کی ایجاد کہتے ہیں۔

اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل وفریب ۲۴

گجراتی وہابی کی خباثت ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے۔

اعتراض بدعتی لوگ آذان میں حضور علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں۔ حالانکہ اس کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں اور جو احادیث اس کے اثبات میں بیان کرتے ہیں سب موضوع اور جعلی اور من گھڑت ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

اَلْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ رُوِیَتْ فِیْ تَقْبِیْلِ الْاَنَامِلِ وَجَعْلِهَا عَلَی الْعَیْنَیْنِ عِنْدَ سَمَاعِ اِسْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَذِّنِ فِیْ کَلِمَۃِ شَہَادَۃٍ کُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ۔[۲]

ترجمہ:۔ وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمۂ شہادۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب موضوع اور جعلی ہیں۔

اور ایک روایت حضرت خضر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔ امام بیہقی ایک مقام پر اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ قَوْمٌ مَجْهُوْلُوْنَ وَلَمْ یُکَلِّفْنَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ نَأْخُذَ دِیْنَنَا عَمَّنْ لَا نَعْرِفُہٗ۔[۳]

---

[۱]:۔ ضیاء القلوب مترجم معہ فارسی عبارت مطبوعہ دہلی ۱۹۲۷ء صفحہ ۸۳۔

[۲]:۔ تیسیر المقال للسیوطی بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۳۷۔ [۳]:۔ کتاب القراۃ صفحہ ۱۲۷۔

Marfat.com

ترجمہ: ۔کہ اس سند میں کئی راوی مجہول ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ اپنا دین مجہول راویوں سے اخذ کریں [1]

تمام ہوئی اس مسئلے میں گجراتی وہابی کی عبارت۔

جواب: ۔پوری دنیائے اسلام میں سے کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان نے انگوٹھے چومنے والی احادیث کو موضوع نہیں کہا۔ گجراتی وہابی نے جلال الملت والدین سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ کی تالیفات اور تصنیفات کی فہرست بارہ صفحات پر مشتمل عربی میں چھپی ہوئی فقیر راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے اس میں تیسیر المقال نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اسی لیے وہابی پورا حوالہ نہیں دے سکا۔

اب انگوٹھے چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں

۱: امام سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ اَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاُنْمُلَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَصِحُّ۔[2]

ترجمہ: ۔محدث دیلمی نے اپنی کتاب میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں مؤذن کی زبان سے اشہد ان محمد رسول اللہ سنا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اندرونی طرف سے چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایسا کریگا جیسا میرے محبوب ابوبکر نے کیا ہے۔ اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہوئی یعنی وہ میری شفاعت سے ہرگز محروم نہ ہوگا۔ اس کے بعد محدث دیلمی نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح نہیں۔ لَا يَصِحُّ کی حقیقت کو امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرما دیا لکھتے ہیں۔

---

[1] ۔شجرہ بدعات صفحہ ۳۷۔ [2] ۔المقاصد الحسنہ صفحہ ۳۸۴ سطر ۵۔

Marfat.com

وَلَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوْعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْئٌ ۔

یعنی یہ حدیث یا اسی باب میں جو حدیث بیان ہوتی ہے وہ صحیح مرفوع نہیں یعنی حدیث موقوف ہے۔

۲۔ علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۸۶ھ فرماتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وَلَا يَصِحُّ [1]

۳۔ اہلسنت احناف کے مسلّم امام سیدی علی قاری مکّی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ یعنی امام سخاوی نے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح نہیں۔ اس کے بعد علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَا يُرْوٰى فِي هٰذَا فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ اِلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ۔ [2]

ترجمہ:۔ انگوٹھے چومنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا گیا ہے وہ یقیناً صحیح مرفوع نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب یہ فعل ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک مرفوع ثابت ہے تو عمل کے لیے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم پکڑو میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

۴۔ غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے

رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ

---

[1] تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۳۴ سطر ۔ [2] موضوعات کبیر صفحہ ۱۸۸ سطر ۱۲

Marfat.com

فِی التَّذْکِرَۃِ لَا یَصِحُّ۔

ترجمہ: انگوٹھے چومنے کے متعلق محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ مگر ابن طاہر پٹنی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ لا یصح یہ رفع صحیح نہیں ہے[1]

۵۔ شیخ عبدالرحمٰن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا خضر علیہم السلام کی روایت نقل کر کے کہتے ہیں۔

کُلُّ ذَالِکَ لَمْ یَصِحَّ یعنی ان احادیث کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے[2]

فقہائے کرام احناف رضی اللہ عنہم کی شہادتیں

۱۔ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو مستحب لکھا ہے[3]

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مستحب فرمایا ہے[4]

۳۔ فقیہ شمس الدین محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کے استحباب کے قائل ہیں[5]

۴۔ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

نَعَمْ وَرَدَ ذَالِکَ فِیْ اَحَادِیْثَ مَرْفُوْعَۃٍ وَّمَوْقُوْفَۃٍ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ وَلَا یَصِحُّ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ مَرْفُوْعٌ فَمِنْ ثَمَّ صَرَّحَ بَعْضُ الْفُقَھَآءِ بِاسْتِحْبَابِہٖ فِیْ اَذَانٍ عِنْدَ الشَّھَادَتَیْنِ لِاَنَّ الْحَدِیْثَ الضَّعِیْفَ یَکْفِیْ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ۔[6]

ترجمہ: انگوٹھے چومنے کے متعلق مرفوع اور موقوف احادیث آئی ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں اس کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں۔ اسی لیے بعض فقہاء نے اس کے استحباب کا قول کیا۔ اس لیے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کفایت کرتی ہے۔

---

[1] فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ صفحہ ۹ سطر ۱۳۔ [2] اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب صفحہ ۲۰۰۔

[3] حاشیہ علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۲۔ [4] فتاوی شامی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹

[5] جامع الرموز صفحہ ۸۴ [6] السعایۃ مطبوع لاہور جز ۲ صفحہ ۶۴ سطر ۲۵۔

Marfat.com

ثابت ہوا کہ جن اکابرین اہل سنت نے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان میں سے ایک شخص بھی انگوٹھے چومنے والی روایات کے موضوع ہونے کا قائل نہیں۔ یہ صرف گجراتی وہابی کا ہی دجل ہے۔

مسئلہ ذبح لغیر اللہ اور وہابی کا دجل و فریب ۲۳

اعتراض وہابی لکھتا ہے ا۔ خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیر دیا نہ زیراکہ چون شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نکرد چہ آن جانور منسوب باں غیر گشت و خبثے درد پیدا شدہ کہ زیادہ از خبث مردار است و ہر گاہ ایں خبث در وے سرایت کرد۔ ہر گاہ بذکر نام خدا حلال نمی شود و مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا مذبوح شوند حلال نمی گردد (فتاوی عزیزی)

ترجمہ :۔ صحیح حدیث میں وارد ہے جو شخص کسی جانور کے ذبح کرنے سے اللہ کے سوا دوسرے کا تقرب چاہیئے۔ وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام ہی کیوں نہ لے۔ کیونکہ جب اس نے اسے کسی دوسرے کے نام زد کر دیا۔ تو اب بوقت ذبح خدا کا نام لینا بالکل بیکار ہے اب اس نام زدگی سے اس جانور میں وہ پلیدی آگئی ہے۔ جو مردار سے بھی بدتر ہے اب اس کے بعد خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا جیسے کہ کتا اور سور کو اگر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کریں، تو وہ حلال نہیں ہونگے۔

۲۔ وَلَوْ ذَكَرَ اسْمَ اللهِ تَعَالٰى (در مختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ ص ۲۱۶)

تمام ہوئی عبارت دجال گجراتی کی۔[1]

جواب :۔ اس مسئلہ میں وہابی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۸۔

Marfat.com

دو باتیں غور طلب ہیں۔

پہلی بات شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا یہ کہنا جو شخص کسی غیر خدا کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے یہ حکم بالکل درست ہے اور یہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کا فیصلہ نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور ہماری سر آنکھوں پر۔ لیکن اسی ارشاد نبوی کی یہ وضاحت ہے جس کو خوب غور سے ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

اسلام کا یہ عظیم الشان قاعدہ کلیہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں کسی کی عبادت کو اللہ تعالٰے کے قرب کا ذریعہ بنانا حرام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کسی مخلوق کے قرب کا ذریعہ بنانا بھی ممنوع ہے۔ جیسا کہ مشرکین کا قول قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰهِ زُلۡفٰی۔

یعنی مشرک کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت سے ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا مخلوق کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حرام ٹھہرا۔ اسی طرح اللہ کی عبادت سے مخلوق کا تقرب حرام ثابت ہوا۔ چونکہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کو ذبح کرنا اللہ کی عبادت ہے۔ اس سے مخلوق کے کسی فرد کی نزدیکی چاہنا حرام ہے۔ اس کا کوئی ایماندار بھی منکر نہیں۔

دوسری بات شاہ عبدالعزیز صاحب کا یہ کہنا کہ جانور کسی بزرگ کے نامزد کرنے سے ہی ایسا حرام ہو جاتا ہے جیسا کُتّا اور خنزیر۔ سو بات بالکل لغو ہے مجھے یقین ہے کہ یہ نمبر ۲ بات شاہ صاحب کی نہیں یہ وہابیہ کا تصرف ہے۔ اس دعویٰ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل ۱ شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ معنیٰ آیۃ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ کا کیا ہے اور مصداق اس آیت کا کیا ہے؟ مسئولہ آیت کا ترجمہ اور مصداق جو فتاویٰ عزیزی میں ہے یہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے والد ولی اللہ صاحب کے ترجمہ کے بھی خلاف ہے۔ مذکورہ بالا آیت قرآن مجید میں چار مقام پر ہے

۱۔ پ۲ البقرہ رکوع ۲۱ آیت ۱۷۳۔ ۲۔ پ۶ المائدہ رکوع ۱ آیت ۳۔
۳۔ پ۸ الانعام رکوع ۱۸ آیت ۱۴۶۔ ۴۔ پ۱۴ النحل رکوع ۱۵ آیت ۱۱۵

Marfat.com

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے چاروں مقاموں پر یہ ہی ترجمہ کیا ہے برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شود وقت ذبح او (ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ)

"یعنی وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے"۔

اب ناظرین حضرات غور فرمادیں کہ باپ تو کہتا ہے کہ اگر ذبح کے وقت جانور پر غیر خدا کا نام لیا جائے۔ تو جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور بیٹا یہ کہے کہ صرف کسی کے نامزد کر دینے سے ہی حرام ہو جاتا ہے۔ فیصلہ کرو۔ باپ اور بیٹا دونوں میں سے کون قرآن مجید کا فہم رکھتا ہے۔ وہابیہ کے نزدیک تو دونوں میں سے ایک ضرور قرآن مجید سے جاہل ہے لیکن ہم تو ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتے بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ باپ، بیٹا دونوں ہی قرآن مجید کا فہم رکھنے والے ہیں۔ لہٰذا فتاویٰ عزیزی کی یہ عبارت شاہ صاحب کی نہیں بلکہ وہابیہ کی کارکردگی ہے۔

دلیل ۲ وہابیہ کو یہ بات بھی تسلیم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی حنفی محدث ہیں۔ اور حنفیوں کے مسلّم امام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "کتاب الآثار" میں یہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ أَنَّهُ سَمَّى شَاةً مِنْ غَنَمِهِ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْصَى بِهَا جَارِيَةً كَانَتْ فِي الْغَنَمِ فَكَانَ يَتَعَاهَدُهَا وَيَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّمَا أَتَى الْغَنَمَ[1] (الحدیث)

ترجمہ: عبداللہ بن رواحہ (صحابی) سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کی ہوئی تھی۔ اور اپنی لونڈی کو جو بکریوں کی دیکھ بھال کرتی تھی یہ نصیحت کی ہوئی تھی، کہ اس بکری کا خوب خیال رکھے۔ اور خود بھی جب کبھی بکریوں میں جاتے تو اس نامزدگی ہوئی بکری کو خوب دیکھتے۔ اب ان وہابیوں سے پوچھو کہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا حکم جڑو گے۔

گجراتی وہابی نے اس مسئلہ میں درمختار کا جو جملہ نقل کیا ہے۔ "ولو ذکر اسم اللہ"

[1] : کتاب الآثار باب الایمان حدیث ۲۶۔

Marfat.com

اس کے نقل کرنے میں بھی پورا پورا دجل سے کام لیا ہے۔ درمختار میں جہاں سے مذکورہ جملہ نقل کیا گیا ہے۔ وہاں پر بزرگوں کو ایصالِ ثواب کے لیے جانور ذبح کرنے کی بحث کا نام ونشان تک نہیں، ہم درمختار کی پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں تاکہ گجراتی وہابی کا دجل خود بخود قارئین کی سمجھ میں آجائے۔

ذُبِحَ لِقُدُومِ الْاَمِيْرِ وَنَحْوِهٖ كَوَاحِدٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ يَحْرُمُ لِاَنَّهٗ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَوْ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَوْ ذُبِحَ لِلضَّيْفِ لَا يَحْرُمُ لِاَنَّهٗ سُنَّةُ الْخَلِيْلِ وَاِكْرَامُ الضَّيْفِ اِكْرَامُ اللّٰهِ وَالْفَارِقُ اَنَّهٗ اِنْ قَدَّمَهَا لِيَاْكُلَ مِنْهَا كَانَ الذَّبْحُ لِلّٰهِ وَالْمَنْفَعَةُ لِلضَّيْفِ۔[1]

ترجمہ:۔ اگر کسی امیر اور ایسے ہی کسی عظمت والے انسان کی آمد پر محض تعظیماً جانور ذبح کیا تو وہ حرام ہے کیونکہ یہ مَا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ ایسے جانور کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ذبح کیا جائے۔ اگر مہمان کی آمد پر ذبح کیا تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّت ہے اور یہ بھی کہ مہمان کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے تعظیماً ذبح کرنے اور مہمان کے لیے ذبح کرنے میں یہ فرق ہے کہ گوشت کھانے کے لیے مہمان کی خدمت میں پیش ہوتا کہ وہ اسے کھائے۔ اس صورت میں ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور مذبوح مہمان کے نفع کے لیے۔ دوسری صورت میں گوشت آنے والے کی خدمت میں پیش کرنا مقصود نہ ہو، صرف غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو۔ تو حرام ہو جائے گا۔

یہ ہے درمختار کی پوری عبارت۔ جس نے اہلسنت کے علماء کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں۔ اور مذبوح یعنی گوشت، چربی، کھال وغیرہ کا نفع فقراء اور مساکین کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس نفع کا اجر و ثواب اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی صاحب عقل سلیم ایسا نہیں جو اس مذکورہ صورت کی حرمت کا قائل ہو۔

مسئلہ سماع موتیٰ اور گجراتی وہابی کی جارحیت یعنی دجل و فریب ۲۴

[1]:۔ درمختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ مصر

Marfat.com

اعتراض وہابی لکھتا ہے. بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بزرگوں کی قبروں پر جاکر کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور جو ندائیں ہم ان کو دیتے ہیں وہ سنتے ہیں میرے نزدیک شرک کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔

خدا تعالیٰ نے سرے سے اس عقیدہ ہی کی نفی کردی تاکہ شرک کا دروازہ ہی بند ہوجائے فرمایا. وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۔[1]

ترجمہ:۔ اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی پکار کو دن قیامت تک اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اس آیت شریفہ میں لفظ من دون اللہ آیا ہے اور یہ اللہ کے سوا سب کو شامل ہے چاہے نبی ہوں۔ ولی ہوں، شہید ہوں، پیر ہوں، فقیر ہوں سب ان کی دعاؤں سے غافل اور بے خبر ہیں۔[2]

جواب:۔ اس بد دین کی پہلی بات کہ بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیاء بعد از وصال اپنے پکارنے والوں کی پکار سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں، اس بحر اس کی زد میں کون کون آتا ہے ملاحظہ ہو۔

۱۔ سیدی علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ اِذَا اَنَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جِهَازِيْ فَاحْمِلُوْنِيْ حَتّٰى تَقِفُوْا بَابَ الْبَيْتِ الَّذِيْ فِيْهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِفُوْا الْبَابَ وَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُكَ فَاِنْ اَذِنَ لَكُمْ بِاَنْ تُفْتَحَ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا بِقُفْلٍ فَاَدْخِلُوْنِيْ وَادْفِنُوْنِيْ وَاِنْ لَّمْ يُفْتَحِ الْبَابُ فَاَخْرِجُوْنِيْ اِلَى الْبَقِيْعِ وَادْفِنُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا وَقَفُوْا عَلَى الْبَابِ وَقَالُوْا مَا ذُكِرَ سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ

---

[1] :۔ احقاف پ۲۶ آیت ۵۔ [2] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۹ ۔

اَلْبَیْتِ اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ۔ [۱]

ترجمہ: جب سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا، آپ نے حاضرین کو وصیت کی کہ جب میرا وصال ہو جائے اور تم غسل و کفن دے کر فارغ ہو جاؤ، تو مجھے اٹھا کر اس مکان کے دروازہ کے سامنے لے جا کر رکھ دینا جس مکان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس ہے اور خود دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرنا السلام علیک یا رسول اللہ یہ ابوبکر آپ سے اجازت کے طالب ہیں، پس اگر بایں صورت اجازت مل جائے کہ دروازہ خود بخود کھل جائے، کیونکہ دروازہ کو قفل لگا رہتا تھا، تو مجھے اندر لیجا کر دفن کر دینا۔ اگر دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لیجا کر دفن کر دینا۔ جب صحابہ نے روضۂ انور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر مذکورہ وصیت کے مطابق کیا۔ تو قفل دروازے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دروازہ کھل گیا اندر سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

۲۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اسی طرح تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اس وصیت سے آپ کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والوں کی پکار کو بھی سنتے ہیں اور آپ دیکھتے بھی ہیں جبھی تو آپ نے یہ وصیت فرمائی۔ اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے انکار بھی نہ کیا۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے اور دیکھنے کے عقیدہ پر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ [۲]

۳۔ حافظ الشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

[۱]: سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ تعلیع کلاں طبع جدید الرحمان۔

[۲]: تفسیر کبیر طبع جدید جز ۲۱ صفحہ ۸۷۔

Marfat.com

روی ابن ابی شیبۃ باسنادٍ صحیحٍ عن مالک الدار وکان خازن عمر قال اصاب الناس قحطٌ فی زمن عمر فجاء رجلٌ الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل لہ ائت عمر (الحدیث) [۱]

ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ عمر فاروق کے خازن مالک داری سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی اُمت کے لیے بارش طلب فرماویں۔ کہ وہ ہلاکت کو پہنچ چکی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان کو خواب میں آکر فرمایا کہ تم عمر کے پاس جاؤ۔ آگے بارش ہونے کے متعلق واقعہ مذکور ہے۔

حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مزار اقدس پر آنے والا شخص بلال بن حارث مزنی صحابی تھا۔

بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ روضۂ انور میں فریادیوں کی فریادیں سنتے بھی ہیں اور فریاد رسی فرماتے بھی ہیں۔ یہ بددین وہابی کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا عقیدہ بعض جاہلوں کا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

گجراتی وہابی نے اپنے اس گندے عقیدے (کہ انبیاء اولیاء نہ کسی کی فریاد سنتے ہیں اور نہ ہی فریاد رسی کرتے ہیں۔ بلکہ مردے بے جان بالکل بے خبر ہیں) پر تین آیات سے استدلال کیا ہے۔

آیت ۱: ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔ [۲]

آیت ۲: ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم

---

[۱] فتح الباری جزء ۲ صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ نولکشور۔ [۲] سورۂ الاحقاف آیت ۵ پارہ ۲۶۔

Marfat.com

اَلْقِیَامَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ ۔ لہ

آیت ۳ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ ۔ لہ

حالانکہ مذکورہ تینوں آیات کا انبیاء اور اولیاء سے کوئی تعلق نہیں۔ ان آیات کا معنی سید المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے ملاحظہ فرماویں۔

وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

آیت ۱ (مَنْ اَضَلُّ) عَنِ الْحَقِّ وَالْھُدٰی (مِمَّنْ یَّدْعُوْا) یَعْبُدُ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) وَھُوَ الْکَافِرُ (مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ) لَا یُجِیْبُہٗ اِنْ دُعَاہُ (اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُمْ) یَعْنِیْ الْاَصْنَامَ (عَنْ دُعَائِھِمْ) عَنْ دُعَاءِ مَنْ یَّعْبُدُ ھُمْ (غٰفِلُوْنَ) جَاھِلُوْنَ۔ سے

ترجمہ:۔ حق وہدایت سے زیادہ بھٹکا ہوا اس شخص سے کوئی نہیں جو عبادت کرتا ہے خدا کے سوا یعنی کافران کی عبادت کرتے ہیں جو اپنے پوجنے والے کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں دے گا۔ یعنی بُت اپنے پوجنے والوں کی پکار سے غافل ہیں۔

آیت ۲ (اِنْ تَدْعُوْھُمْ) یَعْنِیْ الْاٰلِھَۃَ (لَا یَسْمَعُوْا دُعَاءَکُمْ) لِاَنَّھُمْ صُمٌّ بُکْمٌ لَا یَسْمَعُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اگر تم ان معبودوں کو پکارو وہ تمہاری پکار نہ سُنیں گے کیونکہ وہ بہرے اور گونگے ہیں سُنتے نہیں۔ سے

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے تو صاف صاف ان آیات کو مشرکوں اور ان کے بُتوں کے حق میں مانا ہے۔

لہ:۔ سورہ فاطر آیت ۱۴ پارہ ۲۲۔ لہ:۔ سورہ یونس آیت ۲۹ پارہ ۱۱۔
سے:۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۱۲۔ سے:۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۷۰۔

Marfat.com

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اگر پکارو یعنی دعا مانگو بتوں سے جن کو شریک کرتے ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ نہیں سنتے تمہاری پکار کو کہ وہ بے جان ہیں۔ ؎۱

آیت ۱۳ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ (قرآن)

وہابی بددین نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے مقبول بندے نبی، ولی، پیر، فقیر، شہید قسم اٹھا کر یہ اعلان کریں گے کہ ہم تمہاری سود و پکار، نذر و نیاز وغیرہ سے بے خبر تھے۔ ؎۲

وہابی نے آیت مبارک پوری نقل نہیں کی۔ اگر پوری نقل کرتا تو اس کی خباثت باطنی کی ہرگز تائید نہ ہوتی۔ پوری آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ فَزَیَّلْنَا بَیْنَھُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُھُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ ؎۳

آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تکرار مشرکین اور ان کے بتوں کا ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

پوچھیں گے ہم کافروں سے کیوں عبادت کی بتوں کی تم نے۔ کہیں گے کافر بتوں نے ہم کو ساتھ عبادت اپنی کے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو زبان بات کہنے کے لا دے گا۔ اور کہیں شریک ان کے یعنی بت۔ نہ تھے تم کہ ہمکو پوجا کرتے تم نے بلکہ تم خواہش اپنی کو پوجتے تھے۔ ؎۴

معلوم ہوا گجراتی وہابی نے بتوں اور مشرکوں والی آیات کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر چسپاں کیا ہے ایسا کیوں نہ کرتا۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے دراصل یہ وہابی خارجی

؎۱ :- تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۵۶ ۔ ؎۲ :- شجرہ بدعات صفحہ ۴۰ ۔

؎۳ :- سورہ یونس آیت ۲۸ پارہ ۱۱ ۔ ؎۴ :- تفسیر موضح القرآن صفحہ ۱۹۹ ۔

Marfat.com

ہیں۔ بخاری شریف میں ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں اور ملحدوں کو اللہ کی بدترین مخلوق کہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔[1]

برسج فرمایا۔ ایمانداروں کے سردار عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔ وہابی بیشک خارجی ملحد۔ اللہ تعالےٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہ خطاب کے ساتھ ندا کرکے آپ سے گفتگو فرمانا۔ فرماتے ہیں۔

یَا مَالِکِی کُنْ شَافِعِی فِی فَاقَتِی ——— اِنِّی فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَا[2]

اے میرے مالک بوقت حاجت میرے شفیع ہوجئے۔ میں تمام مخلوق سے زیادہ آپ کا محتاج ہوں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ

بزرگانِ دین نے اپنی تالیفات میں جہاں کہیں یہ فرمایا ہے۔ قبر کو ہاتھ نہ لگائے، بوسہ نہ دے۔ اس پر نہ جھکے۔ ان کی خاک کو منہ پر نہ ملے۔ یہ صرف ان قبروں کے متعلق ہے جن میں کسی قسم کی کوئی شرافت نہیں، بلکہ عام گنہگاروں کی قبریں ہوں۔ باقی رہا مزارات متبرکہ کا بوسہ لینا یا حصول برکت کے لیے مزار مبارک کو ہاتھ لگانا یا اس پر رخسار رکھنا تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں

[1] بخاری شریف عربی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج والملحدین۔ [2] قصیدہ النعمان صفحہ ۱۱۳۔

Marfat.com

كُلُّ مَنْ يُتَبَرَّكُ فِي حَالِ حَيَاتِهٖ يُتَبَرَّكُ بِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ [1]

ترجمہ:۔ جس کی زندگی میں اس سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

اَلْبَرَكَةُ الْعَامَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ كَلَامٍ اَوْ نَفْسٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ مَكَانٍ حَتّٰى يُتَبَرَّكَ بِتُرَابِ وَطْئِهٖ وَبِمَكَانٍ جَلَسَ فِيْهِ يَوْمًا [2]

ترجمہ:۔ ولی اللہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اس کی ہر چیز یعنی کلام، سانس، فعل، کپڑا، مکان میں برکت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی مٹی اور جس مکان میں وہ ایک دن بھی بیٹھا ہو برکت حاصل کی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نُقِلَ عَنِ ابْنِ اَبِي الصَّيْفِ الْيَمَانِيِّ اَحَدِ عُلَمَاءِ مَكَّةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ جَوَازُ تَقْبِيْلِ الْمُصْحَفِ وَاَجْزَاءِ الْحَدِيْثِ وَقُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ وَنَقَلَ الطَّيِّبُ النَّاشِرِيُّ عَنِ الْمُحِبِّ الطَّبَرِيِّ اَنَّهٗ يَجُوْزُ تَقْبِيْلُ الْقَبْرِ وَمَسُّهٗ قَالَ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ۔ [3]

ترجمہ:۔ ابن ابی صیف یمانی جو مکہ مکرمہ کے علماء شافعیہ سے ہیں، قرآن مجید کتب احادیث اور صالحین کے مزارات کو چومنے کا جواز منقول ہے اور طیب ناشری نے محب طبری سے نقل کیا ہے کہ قبر (متبرک) کو چومنا اور مس کرنا جائز ہے اور فرمایا اس پر علماء صالحین کا عمل بھی ہے۔

اونچی قبروں کو گرانے کا مسئلہ

[1] :۔ لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۱۶
[2] :۔ منہاج العابدین مع شرح سراج السالکین صفحہ ۵۲۹ مطبوعہ مصر
[3] :۔ کتاب وفاء الوفا جلد ثانی صفحہ ۴۴۴۔

Marfat.com

پاکستانی اور نجدی وہابیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور اولیاء کرام کے مزاراتِ مقدسہ کو پامال کرنے کی بنیاد جس حدیث پاک پر رکھی ہوئی ہے وہ حدیث اور اس کی حقیقت ملاحظہ فرماویں۔

حدیث عَنْ اَبِی الْھَیَاجِ الْاَسَدِیْ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوالھیاج رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالھیاج کیا میں تم کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھیجا تھا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ملے اسے برابر کر دو۔

یہ حدیث شریف نقل کرنے کے بعد وہابی لکھتا ہے۔
خدا تعالیٰ دین اسلام کو اتنا غلبہ دے کہ یہ تمام روضے۔ گنبد، اور قبریں جو شرک کا موجب ہیں مذکورہ حدیث کے مطابق برابر کر دیئے جائیں۔[1]
مذکورہ بالا حدیث مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۱۲۔

لغات حدیث کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار میں ہے

اَلْمُرَادُ بِحَدِیْثِ الْاَمْرِ بِتَسْوِیَۃِ الْقَبْرِ الْمُشْرِفِ تَسْطِیْحُہٗ لَا تَسْوِیَتُہٗ بِالْاَرْضِ۔[2]
یعنی جس حدیث میں اونچی قبر کو برابر کرنے کا حکم ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ قبر کی بلندی چاروں اطراف سے یکساں ہو۔ درمیان میں سے اونٹ کی کوہان کی طرح اونچی نہ رکھی جائے۔
دیکھ لیجئے حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اور یہ حکم قبر کی اصلی بناوٹ کا ہے

---

[1]: شجرہ بدعات صفحہ ۴۲۔ [2]: مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۴۵۔

Marfat.com

کہ قبر زمین سے اونچی ضرور ہو۔ لیکن اونٹ کی کوہان کی مانند نہ ہو۔ اس حدیث کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاءِ عظام کے مزارات کے گنبدوں اور قبوں سے کیا واسطہ۔

قبروں کو برابر کرنے کے حکم والی حدیث شریف کے متعلق ایک غیر مقلد عالم کہتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی کو اسی طرح حضرت علی نے ابوالہیاج کو قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ مشرکوں کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی کیونکہ مسلمانوں کی قبریں اس زمانہ (نبوی) میں سنت کے موافق ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہوں گی۔ [1]

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی سنت مبارک کی مخالفت کرنے کی کس میں جرأت تھی۔ اس کی تائید بخاری شریف سے بھی ہوتی ہے۔

امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس عنوان کا مستقل باب باندھا ہے۔ (باب) هَلْ يُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ یعنی کیا زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں اکھاڑ دی جائیں؟ اس کی شرح میں فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

اَیْ دُوْنَ غَیْرِهَا مِنْ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَتْبَاعِهِمْ لِمَا فِیْ ذَالِكَ مِنَ الْاِهَانَةِ لَهُمْ بِخِلَافِ الْمُشْرِكِیْنَ فَاِنَّهُمْ لَا حُرْمَةَ لَهُمْ [2]

یعنی مشرکین کے علاوہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں (اولیاء) کی قبروں کو نہ چھیڑا جائے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے میں انبیاء اور اولیاء کی اہانت ہے بخلاف مشرکوں کے کہ ان کی کوئی عزت نہیں۔

بزرگانِ دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ اَنْ یُّبْنٰی عَلٰی قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشَاهِیْرِ لِیَزُوْرَهُمُ النَّاسُ و

[1] :۔ لغات الحدیث مؤلفہ وحید الزمان کتاب الشین جزء ۳ صفحہ ۶۱۔ [2] :۔ فتح الباری مطبوعہ نولکشور جزء ۲ صفحہ ۲۶۰۔

Marfat.com

تَسْتَرِیْحُوْنَ بِالْجُلُوْسِ فِیْہِ[1]

ترجمہ:۔ اسلاف امت نے جائز رکھا ہے کہ مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

حنفیوں کے مسلّم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکی فرماتے ہیں۔

قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰی قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشْهُوْرِیْنَ لِیَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَ یَسْتَرِیْحُوْنَ بِالْجُلُوْسِ فِیْہِ[2]

ترجمہ وہی ہے جو مجمع البحار کی عبارت کا ہے۔

عارف باللہ سیدی اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰی قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّیَابِ عَلٰی قُبُوْرِهِمْ وَكَذَا اِیْقَادُ الْقَنَادِیْلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِیْمِ وَالْاِجْلَالِ لَا یَنْبَغِی النَّهْیُ عَنْہُ[3]

ترجمہ:۔ اولیاء علماء اور صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا اور پردے ڈالنا اور دیگر کپڑے (چادریں وغیرہ) ڈالنا اسی طرح مزاراتِ اولیاء و صلحاء کے قریب قندیلیں اور چراغ روشن کرنا یہ ان کی عزت اور عظمت ہے۔ لہٰذا منع نہ کرنا چاہیے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

لَا یُكْرَهُ الْبِنَاءُ اِذَا كَانَ الْمَیِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ[4]

ترجمہ:۔ اگر میت مشائخ یا علماء یا سادات سے ہو تو قبر پر تعمیر میں کوئی کراہت نہیں۔

---

[1] مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ ۔ [2] :۔ مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۶۹ مطبوعہ پاکستان۔

[3] :۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۰۰ ۔ [4] :۔ فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۶۲۷

Marfat.com

نوٹ: یہ عبارت بعینہٖ فتاویٰ تنقیح حامدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ پر بھی ہے۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کو گرانے کا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔ ابی الہیاج کی روایت سے استدلال کرنا وہابیہ کی خباثت باطنی ہے۔

مسئلہ دُعا بعد نماز جنازہ

اُمت وہابیہ نماز جنازہ کے بعد دُعا مانگنے سے بھی منع کرتی ہے اور فقہاء کرام کے اقوال کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے علی الاطلاق کراہت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ فرماتے ہیں۔

لَا یَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِاَنَّہٗ یُشْبِہُ الزِّیَادَۃَ فِیْھَا۔ [۱]

نماز جنازہ کے بعد دُعا کے لیے کھڑا نہ رہے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَا یَدْعُوْ لِلْمَیِّتِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ لِاَنَّہٗ یُشْبِہُ الزِّیَادَۃَ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ [۲]

نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دُعا نہ کرے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

نتیجہ: ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ دُعا، بعد نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی علت یہ ہے۔ کہ نماز میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے اور یہ شبہ اسی صورت میں ہے۔ جب کہ امام اور مقتدی نماز والی حالت پر قائم رہ کر دُعا کریں۔ اگر امام میت کی طرف سے مُنہ پھیرے اور مقتدی قطاریں توڑ لیں۔ پھر دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے جائیں تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ

---

[۱]: برجندی جلد ۱ صفحہ ۱۸۰۔ [۲]: مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ مطبوعہ پاکستان

Marfat.com

قاعدہ ہے کہ علت کے اُٹھ جانے سے حکم اُٹھ جاتا ہے۔

مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحیاتِ اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اس مسئلہ کے بیان کرنے کا مقام تو دراصل بحث سماع موتی پر تھا۔ کیونکہ گجراتی وہابی علیہ ماعلیہ نے سماع موتی کی بحث میں انبیاء، اولیاء، شہدا کے مُردے ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن بندہ نے اس مسئلہ کی عظمت کی بناء پر اسے علیحدہ بیان کیا ہے۔

حیاتِ انبیاء کے متعلق اہلِ اسلام کا عقیدہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

خاتم الحفاظ سیدنا سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حَیَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَبْرِہٖ ھُوَ وَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ مَعْلُوْمَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ فِیْ ذَالِکَ وَ تَوَاتَرَتْ بِہِ الْاَخْبَارُ [۱]

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کافی دلائل موجود ہیں اور خبریں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

اخرج ابویعلی فی سندہ والبیھقی فی کتاب حیاۃ الانبیاء عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔

ترجمہ: محدثِ ابویعلی نے اور بیہقی نے اپنی کتاب حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ ہی جلیل القدر امام فرماتے ہیں۔

لَا یُنْکِرُ ذَالِکَ اِلَّا جَاھِلٌ۔

یعنی حیاۃ انبیاء کا انکار سوائے جاہل کے کوئی نہیں کر سکتا۔ [۲]

---

[۱] الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۴۔ [۲] الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۹۔

Marfat.com

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایشان احیاء اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق[1]

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور یہ زندگی حقیقی دنیاوی ہے (نہ کہ برزخی) اس حقیقی زندگی پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ یعنی اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی بھی انبیاء کی حقیقی زندگی کا منکر نہیں۔

وہابیہ نجدیہ چونکہ قرن الشیطان یعنی شیطان کی اُمت ہے لہٰذا یہ منکر ہیں۔

مسئلہ حیاۃ اولیاء

امام الاحناف علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَّنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ[2]

ترجمہ:۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک مکان سے دُوسرے مکان میں منتقل ہوتے ہیں۔

امام الوہابیہ الدیوبندیہ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں

فقیر مرتا نہیں صرف ایک مکان سے دُوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے[3]

شیخ الوہابیہ الدیوبندیہ محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں

شہید وصالح وصدیق ہیں حضرت باذاللہ ____ حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اسکی نادانی[4]

معلوم ہوا شہید، صالح، صدیق تمام زندہ جاوید ہیں۔ ان کی حیات کا منکر جاہل ہے۔ شجرہ بدعات کے آخر میں گجراتی وہابی نے لغویات اور خرافات عنوان کے تحت چند

---

[1] :۔ اشعۃ اللمعات جزء ۴ صفحہ ۶۲۳ ، [2] :۔ مرقاۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۴۱

[3] :۔ شمائم امدادیہ صفحہ ۸۱ حصہ سوم۔ [4] :۔ کلیات شیخ الہند محمود حسن صفحہ ۹ (مطبع قاسمی دیوبند)

Marfat.com

اشعار نقل کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق امام اہلِ سُنّت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ سے اور بعض غیر متعلقہ ہیں، چونکہ مولٰنا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کو اہلسنت نے اپنا امام تسلیم کیا ہے اور آپ یقیناً امام اہلِ سنت ہیں لہٰذا اہلِ سُنت و جماعت آپ کی ہر تحریر کے ذمہ دار ہے۔

اہلسنت و جماعت وہابیوں کی مانند نہیں ہیں کہ اپنے اکابرین کی عقیدت میں جب بڑھنا شروع کیا، تو قاسم نانوتوی کو قاسم العلوم رشید احمد گنگوہی کو غوثِ اعظم اور اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت وغیرہ لکھتے گئے۔ لیکن جب ان اکابرین کے عقائد کو قرآن و سنّت کے مطابق صحیح ثابت کرنے کا موقعہ آتا ہے تو بالکل ہی چھا ئیں بائیں ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے ان وہابیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

وہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضوِ تناسل کی مانند ہے

عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی ہی حالت ہے جیسے گدھے کا۔
عضوِ مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ نہیں [۱]
وہابیوں کے پیشوا نے صحیح کہا ہے یہ وہابی ٹولہ واقعی گدھے کا عضوِ مخصوص ہے۔

الحمدلِلّٰہ ہمارے امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عقیدت مندوں کے متعلق کوئی شکوہ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہم آپ سے عقیدت کے میدان سے گم ہونے والے ہیں۔ اب سُنیئے گجراتی وہابی کی خرافات۔ لکھتا ہے۔

اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے کسی عقیدتمند کے اشعار

س۔ جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے ‎ ‎ ‎ ‎ جام کوثر کا پلا احمد رضا

وہابی کا اعتراض | مولوی احمد رضا خاں کو ساقی کوثر کا مرتبہ دے دیا۔

---

[۱]: افاضات یومیہ جلد ۴ صفحہ

یکر بن جو آ کے پوچھیں گے تو کس کا ہے؟ ؎ ادب سے سر جھکا کر نام لوں گا احمد رضا

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ؎ ہو میرا مشکل کشا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو ؎ اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

وہابی کا اعتراض غور کریں مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خانصاحب کے لیے ثابت ہو گئے۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے سنیئے انہی کا شعر۔

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بد کاریوں کے دفتر

بچا لو آ کے شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے[۱] (مولانا احمد رضا خاں)

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند نے اگر مشکل اوقات میں آپ کو اپنا حامی، مددگار، فریادرس، مشکل کشا، شفیع کہا ہے تو یہ عین حقیقت ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔[۲]

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالےٰ تمہارا کارساز ہے۔ اور اس کا رسول اور اولیاء۔

پھر فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔[۳]

ترجمہ:۔ یعنی اولیاء کرام کے سوا تمام دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

گویا قبر و نشر و حشر میں اولیاء اللہ کا اپنے محبت والوں کا حامی ہونا تو قرآن سے ثابت ہے۔ بیشک اولیاء اللہ روز حشر شفیع بھی ہوں گے۔

قطب شعرانی سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَئِمَّةَ الْفُقَهَآءِ وَالصُّوْفِيَّةِ كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ فِيْ مُقَلِّدِيْهِمْ وَيُلَاحِظُوْنَ اَحَدَهُمْ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِهٖ وَعِنْدَ سُوَالِ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ لَهٗ وَعِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْمِيْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَا يَغْفُلُوْنَ عَنْهُمْ فِيْ مَوْقِفٍ مِّنَ الْمَوَاقِفِ۔[۴]

---

[۱] شجرہ بدعات صفحہ ۵۰-۵۱۔ [۲] سورۃ المائدہ آیت ۵۵ پارہ ۶۔

[۳] سورۃ الزخرف آیت ۶۷ پارہ ۲۵۔ [۴] میزان کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۔

Marfat.com

ترجمہ: بیشک ائمہ فقہاء اور صوفیہ سارے کے سارے اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے۔ اور اپنے پیروکاروں کا ملاحظہ فرماتے ہیں، جب کسی کی روح پرواز کرتی ہے اور جب منکر نکیر کے سوال ہوتے ہیں، لنشر، حشر، حساب، میزان اور صراط سے گزرنے کے وقت بھی۔ یہ لوگ کسی مقام پر بھی اپنے پیروکاروں سے غافل نہیں ہوتے۔

اب رہا مولانا احمد رضا کا اپنا شعر جو گجراتی وہابی نے نقل کیا ہے کہ

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر

بچالو آکے شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے!

اس میں آپ کی کوئی کسرشان نہیں۔ کیونکہ ہر نیک سے نیک روز محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے۔

طائفہ وہابیہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں

جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہوں گے پیش حق

اس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسول اللہ

لیجیو خدا کے واسطے اس دن میری خبر

عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسول اللہ [له]

حالانکہ دیوبندی وہابی حاجی صاحب مذکور کو قطب زماں غوث دوراں لکھتے ہیں۔

دیگر اشعار اعلیحضرت رضی اللہ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی

کار عالم کا مدبر بھی ہے۔ عبد القادر

بندہ قادر کا قادر بھی ہے عبد القادر

سر باطن بھی ہے ظاہر بھی عبد القادر

له ۱. گلزار معرفت صفحہ ۱۸۰

Marfat.com

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں
وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

گجراتی وہابی کا اعتراض غور فرمائیں حضرت شیخ عبدالقادر کو کارِ عالم کا مدبّر بنا ڈالا، اور ان کا مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھا دیا۔ اور نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھا دیا کہ خدا تعالیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کا ذاکر و شاغل ہے۔

دین دراصل حدیث عبدالقادر اہل دیں را مغیث عبدالقادر
اد ما ینطق عن الھوی ایں شرحش: قرآن احمد حدیث عبدالقادر

شیخ عبدالقادر کو اہل دین کا فریاد رس بنا ڈالا اور عبدالقادر کی بات کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا ڈالا۔ [1]

جواب: ۔ میں کہتا ہوں کہ ماذون و متصرف اور فریاد رس ہونا تو لفظ غوث کے حقیقی معنوں میں داخل ہے کیونکہ غوث کا معنی ہی فریاد رس ہے اور فریاد رس وہی ہو سکتا ہے جو من اللہ ماذون و متصرف ہو۔ ان وہابیوں سے کوئی پوچھے کہ تذکرۃ الرشید کے اوّل میں تم نے جو رشید احمد کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریاد رس) لکھا ہے کیا اس کو تم نے ماذون متصرف نہیں مانا۔

باقی گجراتی وہابی کا یہ کہنا کہ خان صاحب نے یہ کہہ کر کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں آتے، اس سے شیخ صاحب کا رتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا۔ یہ وہابی کی جہالت ہے۔ اس سے تو صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ رضی اللہ عنہ کی محفلِ وعظ کو اپنی حاضری سے شرف بخشتے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا شعر قرآن احمد حدیث عبدالقادر سے وہابی کا یہ سمجھنا کہ خان صاحب نے عبدالقادر کی حدیث

---

[1] :۔ شجرہ بدعات صفحہ ۵۱ ۔

Marfat.com

کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا دیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اجہل وہابی اُردو سمجھنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتا۔ دراصل مفہوم یہ ہے۔

قرآن: احمد یعنی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم قرآن ہیں۔

حدیث: عبدالقادر یعنی شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مجسمہ ہے۔ گویا کہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو مجسم شکل میں دیکھنے کا طالب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور حدیث احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم شکل میں دیکھنے کا طالب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

میزان سیادت

چونکہ آج کل بہت سے بد دین گمراہ خود کو سیّد لکھتے اور لکھواتے ہیں۔ لہٰذا فقیر نے ضروری سمجھا ہے کہ آخر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے میزان سیادت بیان کر دیا جائے۔ تاکہ عوام الناس دھوکہ نہ کھائیں۔

حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار خطبہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے۔ ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت (اہل بیت) [۱]

مُلّا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

دسویں صدی ہجری کے مجدد علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

---

[۱]: مشکوٰۃ شریف عربی صفحہ ۵۶۹۔

Marfat.com

اہل بیت سے مُراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسلِ پاک ہے اور ان کو پکڑنے
سے یہ مُراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حُرمت کی حفاظت
کریں، ان کی روایات پر عمل کریں۔ اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آلِ پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے۔ اس میں اس
ت کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا، اس کے
قائد اور اعمال شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔[1]
آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایماندار وں
و بد دین، گمراہ، جھوٹے سیدوں کے شر سے محفوظ رکھے۔
اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل پاک کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین! ثم آمین!

---

[1]: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ عربی مطبوعہ پاکستان جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۵۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com